

نامی
۳۹۶

502

احوال ایران

مصنف
مولانا محمد عبدالعزیز زنگوی
قدس سره العزیز

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

602

رجال الغیب کے اسرار و رموز پر ایک مستند اور بی مثال کتاب

احوال ابدال

تالیف لطیف

حضرت مولانا ابوالرشید محمد عبدالعزیز قدس سرہ العزیز

مستند

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ — گنج بخش روڈ — لاہور

53286

نام	احوال الابدال
مصنف	حضرت مولانا عبدالعزیز منگھوی۔ لاہوری
مقدمہ	علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی ایم۔ اے
موضوع	حالات و کوائف رجال الغیب (ابدال اللہ)
طباعت	فوٹو آفسٹ نسخہ قدیم۔ مطبوعہ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ
طباعت ثانی	ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ
ممالک	معارف پریس لاہور
ناشر	مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور
قیمت	چھ روپے

مقدمہ

از قلم پیرزادہ علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی ایم۔ اے

کائنات ارضی میں انسانی معاشرے کو ایک منظم، متمددن اور مربوط زندگی بسر کرنے کی کوششیں آغاز آفریش سے ہی ہوتی رہی ہیں۔ اس معاشرے کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اس ضرورت کو زیادہ سے زیادہ محسوس کیا جانے لگا۔ چنانچہ نسل آدم میں جہاں ہمیں شہنشاہان عالم کی فتوحات ان کی حکمرانی کے ضوابط حصول جاہ و اقتدار کی کشمکش کے لاکھوں واقعات دکھائی دیتے ہیں۔ وہاں ہم اس معاشرہ کی اصلاح و تنظیم میں ان صاحب اسرار ہستیوں کے اثرات و احوال کو نظر انداز نہیں کر سکتے جنہوں نے انسانی اذہان و قلوب کو منظم و مربوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان ہستیوں نے زندگی کے ہر دور میں انسانی اصلاح اور اخروی فلاح کے لیے کام کیا ہے اور وہ ٹھوس حقائق کو لے کر نہایت خاموشی سے کام کرتے گئے۔ ان کے ہاتھ تلوار کے قبضہ پر تو نہیں گئے۔ مگر دلوں کی فتوحات کرتے گئے۔ وہ علاقائی سرحدوں کی تقسیم میں تو ملوث نہیں ہوئے۔ مگر وہ روحانی اقدار کو منظم کرنے سے کبھی غافل نہیں رہے ان کے ہاتھ نسل آدم کے خون سے رنگین تو نہیں ہوئے۔ مگر دنیا کے شہنشاہوں کی اکڑی ہوئی گردنیں ان کی نگاہ کی تیغ بازی کے ساتھ جھکتی گئیں۔

قلندران کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند

ز شاہان تاج ستانند و خرو تہ بردوشند

ایک عرصہ سے ان خرقہ بردوش ہستیا جو کے احوال و اسرار کی جستجو اہل ذوق کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ چنانچہ زیر نظر مفید کتاب احسن الاقوال۔ فی احوال الابدال میں ایسے احوال و اسرار ہیں سے آپ کو ابدال کے فضائل۔ ان کی حکمرانی کے مقامات۔ ان کے مقامات نبیام۔ ان کی

تعداد۔ ان کی خصوصیات ان کے کمالات پھر انسانی معاشرت پر ان کے اثرات کی تفصیل ملے گی۔ اور آپ تمام کتابوں کے مطالعہ کے ماورمی اس کتاب میں ایک خاص قسم کی معلومات سے مستفید ہوں گے۔

ظاہر بین نگاہ ان پر اسرارستیوں کے کمالات و احوال کے ادراک سے ہمیشہ محروم رہتے، گراہل دل نے ان رجال اللہ کے فیضان سے نہ صرف فائدہ اٹھایا بلکہ دنیا کے بادشاہوں کی تمام فتوحات ان صاحب اسرار بزرگوں کی نگاہ کی حکمرانی کے سامنے ہیچ اور بے وقار دکھائی دیں۔ انہوں نے ہمیشہ ان کی روحانی قوتوں کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔

یہ غازی پیر سے پر اسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم آنکی مٹھو کر سے صرا و دریا پہاڑ ان کی ہیبت سے مانند رائی

صوفیاء کے ہاں ان افراد کی تنظیم اور روحانی سلطنتوں کے نظام کی ذمہ داری بھی ایسے ہی صاحب کمال حضرات ابدال پر عاید ہوتی ہے۔ ہم اس نظام میں سے چند مناصب کا ذکر کرنا غیر موزوں محسوس نہیں کرتے اور محسوس کرتے ہیں کہ اس ابتدائی تعارف سے کتاب کے مضامین کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ سب سے پہلے ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ابدال (جن کی تفصیل زیر نظر کتاب میں ہے) کون حضرات ہیں۔ ان کے حدود کار میں کون کون سے امور آتے ہیں ان کے فرائض کیا ہیں اور ان کا قیام کائنات ارضی کے کن کن مقامات پر ہوتا ہے۔ یہ کن کن ہستیوں کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان کا تقرر۔ تبدیلی یا اختیارات کی حدود کیا ہیں۔

ابدال در اصل رجال اللہ ہیں سے ایک مخصوص مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ قرآن پاک نے ہمیں رجال اللہ (مردانِ خدا) کا ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے۔

رِجَالٌ لَا تُلْهِمُهُمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا

بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔

ترجمہ یہ وہ مردانِ حق جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یا خداوندی سے غافل نہیں کرتی۔

ان کا وجود مسعود حضرت اوم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رہا ہے۔ اور حضور کے عہد مبارک سے لے کر ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک رہے گا۔

کائنات کے قیام اور نظام کا دار و مدار ان ہی مردانِ خدا پر ہے۔ عابد و معبود کے درمیان کا رشتہ انہیں کی تعلیمات و ہدایات پر قائم ہے۔ امور کو سہی کے انہرام اور تصرفات کو نیہ کی قدرت سے مشرف ہوتے ہیں ان کی برکات سے بارشیں برستی ہیں۔ نباتات پر سرسبزی آتی ہے کائنات ارضی پر مختلف قسم کے حیوانات کی زندگی انہی کی نگاہِ کرم کا مرہون منت ہے۔ شہری آبادیاں تغلب احوال و تحول اقبال، سلاطین کے عروج و زوال۔ انقلابات زمانہ انبیاء و مساکین کے حالات میں رد و بدل۔ اصاعروا کاہر کی ترقی و تنزل جنود و عا کر کا اجتماع و انتشار بلاؤں اور و باقوں کا رفع و دفع ہونا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی دہی ہوئی کروڑوں طاقتوں کا مظاہرہ انہیں کے اختیار میں ہے۔ آفتاب عالم تاب خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے تمام کائنات کو روشن رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے غیب الغیب سے ایک نور ان حضرات پر وارد کرتا ہے۔ جس سے وہ نبی آدم کے نظام کی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اولیاء ظاہرین اور اولیائے مستورین

اولیائے ظاہرین کے سپرد مخلوق خدا کی ہدایت۔ اصلاح ہوتی ہے۔ یہ لوگ مخلوق خدا کی ہدایت اور اصلاح کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں اور اپنے فالض سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ دشوار ترین حالات کے سامنے بھی اپنے کام میں مامور رہتے ہیں۔ اولیائے مستورین کے سپرد انہرام امور کو سہی ہوتا ہے۔ یہ اغیار کی نگاہوں (نگاہِ ظاہرین سے مستور اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی صاحب خدمت ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے انہرامی امور کی سرانجام دہی کے سلسلہ میں اطہار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں اصطلاح صوفیہ میں رجال الغیب اور مردان غیب کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی اتباع میں ان کے قدم بہ قدم چل کر عالم شہادت تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ اور مستوی الرحمن کا مقام پاتے ہیں۔ وہ تو پہچانے جاسکتے ہیں اور نہ ہی ان کے وصف بیان کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ عام انسانی شکل میں رہتے ہیں۔ اور عام انسانوں میں صبح و شام مصروف کار رہتے ہیں۔

نگاہ میں برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
یہ بات کیا ہے؟ انہیں دیکھنے کی تاب نہیں

ان میں سے ایسے حضرات بھی ہیں جو اپنے اپنے مقامات پر متعین ہیں۔ عالم احساس میں جس انسان کی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں لوگوں کو پردہ غیب سے چہچہے کی خبریں دیتے ہیں۔ پوشیدہ امور سے بعض اوقات پردہ اٹھا دیتے ہیں اور پھر ان میں سے ایسے حضرات بھی ہیں جو تمام کائنات ارضی پر پھرتے ہیں۔ لوگوں سے اپنا تعارف کراتے ہیں اور پھر آناً فاناً غیب ہو جاتے ہیں۔ ان سے باتیں کرتے ہیں۔ انکی مشکلات کا حل بتاتے ہیں۔ ان کے مسائل کا جواب دیتے ہیں اور جنگلوں پہاڑوں صحراؤں اور سمندروں میں قیام کرتے ہیں۔ ایسے حضرات میں سے قومی ترہ حضرات شہروں میں بھی قیام کرتے ہیں۔ صفات بشری کے ساتھ صبح و شام بسر اوقات کرتے ہیں۔ آبادیوں میں اعلیٰ مکانات میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ اجاب کی شادی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے معاملات میں شریک کرتے ہیں۔ بیمار پڑتے ہیں تو اپنے حلقہء اجاب سے عیادت کرواتے ہیں، علاج کرواتے ہیں اولاد و اسباب، احوال و املاک رکھتے ہیں۔ لوگوں کی دشمنیوں، بدگمانیوں، ایذا رسانیوں، اور حسد و بغض کے اثرات برداشت کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کے حسن احوال اور کمالات باطنی کو اجبار کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ صاحبان نظر ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں صاحبان احوال ان کی زیارت کو آتے ہیں۔ انہی کی شان میں ارشاد ہوتا ہے أُولِيَائِي تَحْتِ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ عَيُّوِي ط

مندرجہ بالا رجال اللہ (مردان خدا) کو بارہ اقسام میں منقسم کیا گیا ہے۔

- | | | | |
|-----------|-----------|--------------|-------------|
| (۱) اقطاب | (۲) غوث | (۳) امامان | (۴) اوتاد |
| (۵) ابدال | (۶) اجبار | (۷) ابرار | (۸) نقبا |
| (۹) نیجا | (۱۰) عمد | (۱۱) مکتوبان | (۱۲) مفودان |

اقطاب ہر زمانہ میں صرف ایک قطب ہوتا ہے۔ یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب الارشاد، قطب عالم، قطب الاقطاب، قطب جہاں اور جہانگیر عالم، عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف

ہوتا ہے۔ اور سارا عالم اسی کے فیض برکت سے قائم ہوتا ہے۔ اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ قطب عالم براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام و فیض حاصل کرتا ہے اور ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے۔ بڑی عمر پاتا ہے۔ نور خاصہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہر سمت سے حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔ ولی کو معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو مقرر کرنا، اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے۔ قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسمِ رحمن کی تجلی کا منظر ہوتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منظرِ خاص تجلیِ ولایت ہیں۔ قطب عالم مالک بھی ہوتا ہے۔ اور اس کا مقام ترقی پذیر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مقامِ قروانیت تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام محبوبیت ہے۔ رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبد اللہ بھی ہے۔

اقطاب کی بے شمار قسمیں ہیں۔ یہ اقطاب تمام کے تمام قطب عالم کے ماتحت ہوتے ہیں قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ وغیرہ۔ بعض ادوات مختلف افراد کی تربیت کے لیے ایک ایک قطب کا تعین کیا جاتا ہے۔ قطب زہاد، قطب عبادت، قطب عرفان، قطب متوکلان یہ اقطاب شہروں، قصبوں، گاؤں غرضیکہ جہاں جہاں انسانی معاشرہ ہے وہاں ایک قطب مقرر ہے جو اس کی محافظت اور اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ بستی مومنوں سے آباد ہو خواہ کافروں سے مگر قطب اپنے فرائض سرانجام دیتا رہتا ہے۔ مومنوں کی بستیوں میں اسمِ ہادی کی تجلی سے کام لیا جاتا ہے اور کافروں کی پرورش یا نگرانی اسمِ مضل کے ماتحت ہوتی ہے۔

غوثِ اربعین سو فیہ نے غوثِ ادرق قطب ایک ہی شخصیت کو قرار دیا ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قطب الاقطاب اور غوث میں بڑا فرق ہے۔ بعض ادوات قطب اور غوث کے اوصاف ایک ہی شخصیت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ قطبیت کی وجہ سے قطب الاقطاب اور غوث غوثیت کے اعتبار سے غوثِ العالم کہلاتا ہے۔

امامان و قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں جنہیں امامان کہتے ہیں۔ ایک قطب کے

داہنے ہاتھ رہنمائی جس کا نام عبدالملک ہے۔ اور دوسرا بائیں ہاتھ بیٹھنا ہے۔ اور اس کا نام عبدالرب ہے۔ داہنے ہاتھ والا قطب مدار سے فیض پاتا ہے اور عالم علوی سے افاضہ کرتا ہے بائیں ہاتھ والا قطب مدار سے فیض حاصل کرتا ہے مگر عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے۔ صوفیہ کے نزدیک بائیں ہاتھ والے امام کا رتبہ دائیں ہاتھ والے امام سے بلند تر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب الاقطاب کی جگہ خالی ہوتی ہے تو بائیں ہاتھ والا ترقی پاتا ہے۔ اور اس کی جگہ دائیں ہاتھ والا مقرر ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم کون و فساد میں انتظام کرنا اور امن برقرار رکھنا زیادہ مشکل ہے۔ اس عالم میں معاشرہ اپنی خواہشات غیبیہ و غضب اور فساد و شر کی وجہ سے سخت انصرام و انتظام کی ضرورت کا تقاضا کرتا ہے اس لیے یہ وزیر زیادہ مستعد، تجربہ کار اور مضبوط رکھا جاتا ہے۔ اس کی نسبت عالم علوی کے احوال زیادہ اصلاح یافتہ ہیں جہاں مشکلات کا سامنا کم ہوتا ہے۔ اوتاد ہر دنیا میں چار اوتاد ہوتے ہیں۔ یہ عالم کے چاروں آفاق (گوشوں) پر متعین ہیں۔ مغربی افق والے اوتاد کا نام عبدالودود۔ مشرقی افق والے کا نام عبدالرحمن۔ جنوبی والے کا نام عبدالرحیم اور شمالی والے کا نام عبدالقدوس ہوتا ہے۔ قیام عالم میں یہ اوتاد مہجوں کا کام دیتا ہے اور پہاڑوں کی طرح زمین پر امن برقرار رکھنے کا کام دیتے ہیں۔

المدن جعل الامرض مہداداً کیا ہم نے زمین کو پھوننا اور پہاڑوں کو

والجبال اوتاداً۔ اوتاد نہیں بنایا؟

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صوفیہ کرام نے اوتاد حضرات کے مقامات۔ فرائض۔ مراتب اور قیام امن میں ان کے کردار کو تفصیلی طور پر بیان فرمایا ہے۔

ابدال اول (ہمارا موضوع کتاب) انہیں بدلاء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا میں بیک وقت سات ہوتے ہیں اور سات اقلیم پر متعین ہوتے ہیں یہ سات انبیاء کے مشرب پر کام کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کی روحانی امداد کرتے ہیں۔ اور عاجزوں اور بے کسوں کی فریاد رسی پر مامور ہیں۔

۱۔ ابدال اقلیم اول — برقلب ابراہیم علیہ السلام — نام — عبدالحمی

۲۔ ابدال اقلیم دوم — برقلب موسیٰ علیہ السلام — نام — عبدالعلیم

۳۔ ابدال اقلیم سوم — برقلب ہارون علیہ السلام — نام — عبدالمرید

- ۴ - ابدال اقلیم چہارم — برقلب ادریس علیہ السلام — نام — عبدالقادر
 ۵ - ابدال اقلیم پنجم — برقلب یوسف علیہ السلام — نام — عبدالقادر
 ۶ - ابدال اقلیم ششم — برقلب عیسیٰ علیہ السلام — نام — عبدالسمیع
 ۷ - ابدال اقلیم ہفتم — برقلب آدم علیہ السلام — نام — عبدالصغیر
- مندرجہ بالا سات ابدالوں میں سے عبدالقادر اور عبدالقادر کو ان مقامات پر ممالک اور اقوام پر مسلط کیا جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا نازل ہونا ہوتا ہے۔ یہ مقہور می بنتے ہیں۔ ان سات ابدالوں کو قطب اقلیم بھی کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا ابدال کے علاوہ پانچ ابدال اور بھی ہوتے ہیں جو یمن میں رہتے ہیں اور پورے تمام پر ان کی حکومت ہوتی ہے۔ یہ قطب ولایت کہلاتے ہیں۔ قطب عالم کا فیض قطب اقلیم پر اور قطب اقلیم کا فیض قطب ولایت پر اور قطب ولایت کا فیض تمام اولیاء جہاں پر وارد ہوتا رہتا ہے

علاوہ ازیں ۳۵۰ ابدال اور بھی ہوتے ہیں جن میں سے تین سو (۳۰۰) قطب آدم علیہ السلام پر ہیں۔ میر سید محمد جعفر کی نے چار سو چار (۴۰۴) ابدال کی تعداد بتائی ہے جو مختلف انبیاء علیہم السلام کے مشرب پر ہوتے ہیں۔ اور مختلف خدمات سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

مفردان اور افراد کو کہتے ہیں جو قطب عالم ترقی کرتا ہے وہ فرد ہو جاتا ہے۔ مقام فرادیت پرین کترفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تخت اشرافیٰ تک متصرف ہونے سے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ تصرف اور تحقق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار تو علی اللہ و امام تجلی صفات میں رہتا ہے۔ مگر خود تجلی ذات میں ہوتا ہے۔ قطب مدار خاص ہے۔ فرد اخص ہے۔

فرادیت مقام انبیا و محبت ہے۔ یہاں پہنچ کر راہ ہادی نہیں رہتی۔ بعض اولیاء کو تجلی انعمالی ہوتی ہے۔ بعض کو تجلی اسمائی۔ بعض کو تجلی آثاری۔ بعض مقام صحو میں ہوتے ہیں۔ بعض مقام سکر میں۔ بعض بیک وقت دونوں مقامات پر۔ مقامات اولیاء اللہ خارج از حد و سر ہوتے ہیں۔ مگر اہل فرادیت تمام مقامات سے بزرگ ہوتے ہیں۔ تنزل کی ایک ہے مگر عروج و ترقی حد و انتہا سے میرا ہے۔ افراد ترقی کر کے جب فرادیت میں کامل ہوتے جاتے ہیں تو ان کا رتبہ محبوبیت آجاتا ہے۔ پھر محبوبیت بھی مقبولان بارگاہ میں خاص امتیاز ذات کے

ہوتی ہے۔ حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الہی
دہلوی رحمۃ اللہ علیہما اسی مقام محبوبیت کے مالک تھے۔ بحر المعانی میں لکھا ہے۔

”روزے میں فقیر و کشتی دریا کے نیل نمبر با حضرت خضر علیہ السلام صاحب بود سخن در میان
شاہان لایزای می رفت۔ خضر علیہ السلام می فرمود کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ نظام الدین
بدایونی در مقام معشوقی بودند کہ امثال ایشان دیگرے نہ رسید۔“

اجبار اور ابدال میں سے چالیس اجبار کہلاتے ہیں۔

لقبا : یہ تین سو ہیں۔ سب کا نام علی ہے۔

نجباء : یہ تعداد میں ستر ہیں۔ نام حسن اور مصر میں رہتے ہیں۔

عمدہ : چار ہیں۔ محمد ان کا نام ہے۔ زمین کے مختلف زاویوں میں کام کرتے ہیں۔

مکتوبان : یہ حضرات چار ہزار کی تعداد میں ہوتے ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں ملتے ہیں لیکن
یہ لوگ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے۔ ان پر اپنا حال آشکار نہیں ہوتا۔ ایسے لباس میں ہوتے ہیں
کہ اجبار پہچاننے سے عاجز ہوتے ہیں۔ یہ اپنے مقام سے خود نا آشنا یا یوں کہیے حالت اخفا
میں ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا تشریحات کے علاوہ ان رجال اللہ (مردان خدا) میں سے بہت سے اور

اقسام ایسے ہیں جو کائنات کے انتظامات و انحرافات میں مصروف ہیں۔ یہ لوگ بھی رجال الغیب

کی صفت میں آتے ہیں مگر ان کے صحیح مقامات سے اہل خود پوری طرح آگاہ و آشنا نہیں

اور نہ ہی ان کے احوال و مقامات کا ادراک ان کی عقلی و معنوی میں سما سکتا ہے۔ یہ حضرات

اپنے فرانس میں اس قدر مستعد اور مربوط ہوتے ہیں کہ ہم ظاہر میں اندازہ نہیں کر سکتے۔ زیر نظر

کتاب ایسے ہی بزرگان حق پر روشنی ڈالتی ہے۔

مندرجہ بالا صفات میں ہم اپنے قارئین کو ان رجال اللہ یا مردان غیب سے آشنا کرنے کیلئے

ایک تقریبی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں ان حضرات کا مختصر ذکر بھی دراز موضوع نہ ہو گا۔ جو ہمارے

ظاہری احوال و معاملات کی روحانی اصلاح اور نگرانی فرماتے ہیں۔ ان میں علماء۔ مشائخ،

صوفیہ، صلحاء، القیاء اور مجدد شامل ہیں۔ علماء و مشائخ کے ہزاروں مقامات و مراتب ہیں۔

وہ معاشرہ انسانی کی اصلاح ظاہر و باطن کے لیے مختلف انداز رشد و ہدایت پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور ان کے اثرات خصوصیت کے ساتھ مسلم معاشرے پر نمایاں ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کی اصلاحی کوششیں غیر مسلم پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ مگر تاریخ عالم نے عالم اسلام کے اذہان و فکر میں جن انقلابات کی نشاندہی کی ہے۔ وہ ان علماء و مشائخ کی شبانہ روز کوششوں کے مرہون منت تھے ان میں صوفیہ خاص طور پر روحانی اور قلبی اصلاح میں مصروف رہے۔ اور ان کی اس کوشش نے اسلامی معاشرے کی اخلاقی نشوونما میں بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے احکام الہیہ اور مقام مصطفیٰ کی عظمت کو لوگوں کے دلوں میں نقش کرنے میں بڑا کام کیا۔ انہوں نے مردہ دلوں کو حیات تازہ بخش اور مردہ نعشوں کو دفن و نعخت فیہ من روح کے پیغام سے زندہ کر دیا یہ لوگ بر ملا کہتے ہیں۔

ما منظر جسماء صفائیم	ما جام جہاں نمائے زائیم
ما گنج طلسم کائنائیم	ما نسخہ نامہ الہیم
ہم معنی جان ممکنائیم	ہم صورت واجب الوجودیم
بیرون زجہات و درجہائیم	برتر مکان و در مکانیم
تفصیل جمیع مجملاتیم (مغرب)	ہر چند کہ مجمل دو کو پیشیم

صوفیاء میں سے صوفی، متصوف اور مستصوف کی اصطلاحات اہل علم پر کسی تفصیلی وضاحت

کی محتاج نہیں ہیں۔ البتہ ان حضرات میں سے ملائیہ، قلندر اور مجذوب کسی قدر وضاحت طلب ہیں۔ جسے ہم اختصار سے بیان کرتے ہیں۔

ملائیہ، صوفیہ کی وہ جماعت ہے جو ربا سے بچتی ہے اور اخلاص میں بے حد کوشش کرتی ہے وہ اپنے کمالات باطنی کو ظاہری شکستہ حالی کے پردے میں پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ ظواہر میں حضرات ان پر اپنی عقل کے ماتحت غلطی قائم کرتے ہیں اور سنگین الزامات کی بناء پر فتاویٰ صادر فرماتے ہیں مگر ان حضرات ملائیہ نے نہ تو اپنے حالات پر نظر ثانی کرنے کو درخور اعتنا سمجھا اور نہ اپنے معاندین کے فیصلوں کو اہمیت دی۔ وہ وارورسن کو مقام عظمت جان کر قبول کرتے گئے۔ وہ لوگوں کی ملامت کو درجاں بناتے اور کہتے رہتے۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
خوشا زندی کہ پاپالشی کند صد پار سائی را
مگر نازم باین ذوقی کہ پیش یار می رقصم
زبے تقوی کہ من با جبه و دستار می رقصم
تو بر دم می سرانی لغم و بر باد می رقصم
منم عثمان ہارونی کہ یار شیخ یار منصورم
فلندر ہر صوفیہ کے ہاں فلندر کا مقام بہت بلند مانا گیا ہے۔ یہ لفظ سریانی زبان میں اللہ
کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ حالات و مقامات اور کرامات سے تجاوز کرتا چلا جاتا
ہے۔ سالم سے مجر ہو کر اپنے آپ کو گم کر دیتا ہے۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی رائے میں "جب
صوفی منتہی اپنے متناہد کو پالتیا ہے تو فلندر ہو جاتا ہے"

زمین و آسمان ہر دو نثر یقند
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ
فلندر را دریں ہر دو مکان نیست
و گرنہ یار من از کس نہاں نیست
یہ لوگ ہیں جنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے والے بعض اوقات دم بخور رہ جاتے ہیں۔ یہ
خاکساران جہاں را بحقارت منکر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد
دنیا کے گرد و غبار میں اٹے ہوئے یہ لوگ جب علامہ اقبال کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو وہ
فلندر ان کہ یہ تسخیر آب و گل کوشند
ز شاہاں تاج ستانید و تر قہر بردوشند

نظر آتے ہیں۔ شیخ الاسلام النامقی الجامی نے کیا خوب کہا ہے۔

فلندر پر تو نور الہی ست
فلندر را مقام کبریائی ست
فلندر موج بحر لایزالی ست
فلندر زرہ صحرائے عشق ست
فلندر مطلع انوار شاہی ست
فلندر در بحر آشنائی ست
فلندر نور شمع ذوالجلالی ست
فلندر قطرہ دریائے عشق است

فلندر کے مقام کو متعین کرنے کے لیے عارفان حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کیے۔
کتابیں لکھیں، مقامات سپرد قلم کیے، اوصاف لکھے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ یہ لا الہ کے
دو حرفوں کا مالک لغت ہائے حجازی کے فاروقی خزانے کے نگرانوں کے الفاظ میں نہ سما سکا

ک

شاہِ بوعلی قلندر نے کس قدر قلندرانہ بات کہی ہے۔

گر بوعلی نوائے قلندر نواختے

صوفی بے ہر آنکہ بعالم قلندر راست

یہ شخصیت نہ عبارات میں سما سکتی ہے نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جاسکتا ہے۔ نہ معانی و بیانی کے پیمانے میں ناپا جاسکتا ہے۔

قلندر کے بیاندہ عبارت

قلندر کے گنجیدہ در اشارت

حقیقت یہ ہے قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کے حدود و قیود کو توڑ کر اگے نکل جاتی ہیں۔ وہ کوچہ محبوب میں پہنچنے کے لیے ویر و حرم سے بہت اگے بڑھ جاتا ہے۔

میر و شد از دین و دنیا قلندر

کہ راہِ حقیقت ازیں ہر دو برتر

محبوب و صوفیا میں محبوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔ ملائقیہ ریاکاری سے بچنے کے لیے ”سنگِ باری طفلانِ زمانہ“ کے مقام پر اکھڑا ہوتا ہے۔ قلندر علم و خرد کی قائم کردہ حدود کو توڑ کر دور اوپر نکل جاتا ہے۔ اور ان سرحدوں سے گزرتا ہوا کتنا ہے۔

آنجا رسیدہ ایم کہ عنقا نمی رسید

عنقا بیچارہ تو پھر اپنی رسائی کے لیے پرتوتتا ہے۔ پرواز کی فضاؤں اور خلاؤں میں تیرتا ہے۔ مگر قلندر کی پرواز تو ملکوت و ناسوت کی پہنائیوں کو خاطر میں نہ لاتی ہوتی کہتی ہے۔

ہزار بار مرا نوریان کہیں کردند

مگر محبوب کا معاملہ ان دونوں مقامات سے دگرگوں ہے۔ اسے بیگانے درخورِ محفل نہیں سمجھتے۔ اور اپنے خاطر میں نہیں لاتے وہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لیے بطریق سیر کشفیائی چلتا ہے۔ طریق استدلال سے بالکل نا آشنا ہے۔ اس راستے پر چلنے والا سا تک بعض اوقات یاد باری تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم و مافیہا کے تمام خیالات محو ہو جاتے ہیں۔ منجانب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعث ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت کو مستقامتِ متبذی

کہتے ہیں۔ جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے۔ اس حالت کے صوفی کو ساک مجذوب کہتے ہیں۔ صوفی پر مختلف مقامات آتے رہتے ہیں۔ تجلیات وارو ہوتی رہتی ہیں۔ وہ صفائی متوسط کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر دو جا کر مجذوب کامل بنتا ہے۔ یہ مجذوب واصل ہو کر ہو کر مقام تعین پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ مقام صفائی منتهی ہے۔ اور اس رتبہ پر فائز صوفی کو مجذوب ساک کہا جاتا ہے۔

سوفیاء اسلام کے مجذوبین کے ایک خاصی تعداد ایسی ہے جسے تاریخ اور سیر نے اپنے دامن میں جگہ دی ہے۔ مجذوبین کا یہ طبقہ اصلاح عالم کے کسی مقام پر متعین نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں جذب حقیقی سے انکی فرصت ہے۔ کہ خلق کی اصلاح کا کام اپنے ذمہ لیں یاں ہمہ بعض سفرات کے معاملات ان مجاذیب کے گوشہ ابرو کی جنبش سے وارث ہوئے ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب میں مصنف العلام حضرت مولانا عبدالعزیز منگھوی قدس سرہ نے بڑی محنت شاقہ سے ان احادیث کو بیان فرمایا ہے جن میں ابدال کے احوال و مقامات کی نشان دہی ہوتی ہے۔ چونکہ فاضل علام خود عالم علوم ظاہری اور واقف رموز باطنی تھے۔ انہوں نے احادیث کے راویان کرام کے حالات و کوائف کو بھی بیان کر دیا۔ تاکہ اہل علم اپنے ذوق کے مطابق حصہ لے سکیں۔

دور حاضر میں مادیت نے انسانی ضمیر کو زنگ آلود کر دیا ہے۔ انسان اپنی ظاہری زندگی کی آسانیوں کے حصول کے دیوانہ وار تنگ و دو میں مصروف ہو گیا ہے۔ اہل اللہ کی مجالس سے محروم ہو گیا۔ علماء حق کی صحبت سے دور چلا گیا۔ رشد و ہدایت کے چشموں سے اتے ایک قطرہ آب میسر نہیں۔ یاد الہی کی راحتوں سے یکسر بے بہرہ ہو گیا۔ اسے کثرت مال کی فکر نے غالب گور دور ڈھوپ میں سرگرداں کر دیا۔ اندر میں حالات موت گرامی کی کوشش کو از سر نو طبع کرانا اور قارئین کے مطالعہ کے لیے عام کرنے کی کوشش مکتبہ نبویہ لاہور نے اپنے ذمہ لی ہے۔ الحمد للہ انہوں نے اس اہم کام کو سرانجام دے کر اہل دل اور اہل ذوق کو مختصر مگر موضوع کے اعتبار سے بڑی اہم کتاب شائع کی جس کے لیے وہ مبارک کے مستحق ہیں۔

راقم الحروف نے جن حضرات رجال اللہ (مردانِ غیب) کے احوال و مقامات پر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اظہارِ خیال کیا ہے وہ استفادہ ہے۔ ”سردلبران“ مصنفہ سید محمد زوقی کے صفحات سے۔ حقیقت یہ ہے کہ سردلبران احوال و اصطلاحات صوفیہ کی معرفت کے لیے ایک عمدہ کتاب ہے۔

خوشتر آں باشد کہ سردلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

طالب دعا

اقبال احمد فاروقی۔ ایم۔ اے

۱۸۱ ریواژ گارڈن۔ لاہور

۲۱ اپریل ۱۹۷۶ء

فہرست مضامین احسن الاقوال فی فضائل الابدال مترجم و محشی

صفحہ نمبر	نام مضمون	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	نام مضمون	صفحہ نمبر
۲۵	حدیث (۶، ۸، ۹)	۱۸	۲	دیباچہ	۱
۲۶	تیسرا باب - قیام ابدال - حدیث (۱۰) ترجمہ عوف رضی اللہ عنہ	۱۹	۳، ۴	فہرست مضامین	۲
۲۶	حدیث (۱۱)	۲۰	۵	پہلا باب - فضائل ابدال	۳
۲۶	حدیث (۱۲) گالی دینا کیسا ہے	۲۱	۶	حدیث (۱۱) ترجمہ عباده بن صامت رضی اللہ عنہ و احوال طبرانی رحمۃ اللہ علیہ	۴
۲۶	حدیث (۱۳) مناقب انس رضی اللہ عنہ	۲۲	۷	حدیث (۲) ترجمہ محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ	۵
۲۸	عراق کے معنی اور اس کا وقوع کتاب	۲۳	۸	لفظ قرن کی تشریح و ترجمہ حکیم ترغذی	۶
۲۸	روض الریاض - حدیث موقوف کی تعریف	۲۴	۱۰	حدیث (۳) ترجمہ کھول رحمۃ اللہ علیہ	۷
۲۸	ترجمہ ابن عدی رحمہ اللہ	۲۵	۱۲	عجیبے تسبیح شاہ احمد شرعی رحمہ اللہ	۸
۲۹	حدیث (۱۴) مصر کی تشریح	۲۶	۱۵	حدیث (۴)	۹
۲۹	حضرت علیہ السلام کا حال کیا آپ ابھی تک	۲۷	۱۱	مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ	۱۰
۳۰	زندہ ہیں	۲۸	۲۰	عزل در مناقب ہر چار بار کبار و خلافت	۱۱
۳۲	حدیث (۱۵) ترجمہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۸	۲۰	ذوالریح و قات او شان	۱۲
۳۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال	۲۹	۲۲	حدیث (۵) ترجمہ زید بن ہارون نام	۱۳
۳۲	حدیث (۱۶)	۳۰	۲۲	احمد صنبل رحمۃ اللہ علیہ	۱۴
۳۲	چوتھا باب - ابدال کی علامات	۳۱	۲۲	قرآن کریم غیر مخلوق ہونے کی دلیل	۱۵
۳۲	حدیث (۱۶) ترجمہ بکر بن خنیس رضی اللہ عنہ	۳۲	۲۳	دوسرا باب - ابدال کے دل قلوب الہیم	۱۶
۳۵	ترجمہ ابن ابی الدنیا - لعنت کرنے کا حکم	۳۲	۲۳	علیہ السلام کے دل پر ہیں - حدیث (۱۶)	۱۷
۳۶	حدیث (۱۸)	۳۲	۲۳	ترجمہ عبدالقدیر بن مسعود رضی اللہ عنہما	۱۸
۳۸	ترجمہ کتانی، فضائل شام	۳۲	۲۳	ترجمہ ابو نعیم رحمۃ اللہ مصنف حلیۃ الاولیاء	۱۹
				ترجمہ شہاب الدین قسطلانی مصنف	۲۰
				مواہب اللدنیہ	۲۱

صفحہ نمبر	نام مضمون	صفحہ نمبر	نام مضمون	صفحہ نمبر
۵۷	حال ابن عمری حراشہ مع تحقیق اینق خرقہ	۵۲	۲۵	حال خطیب بغدادی رحمہ اللہ
۶۰	حدیث (۳۴) ترجمہ طاہرین بیاح رضی اللہ عنہ	۵۲		۳۶
۶۱	ترجمہ حاکم محدث رحمہ اللہ تعالیٰ	۵۴	۲۱	ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۶۲	کوفہ کے فضائل حدیث (۳۱، ۳۲)	۵۵		۳۷
۶۳	ترجمہ ابن عساکر رحمہ اللہ	۵۶	۲۲	۳۰ حدیثیں ہیں - حدیث (۱۹)
۶۴	انگھوان باب ابدال سابقوں سے ہیں	۵۷	۲۳	۳۸
۶۴	حدیث (۳۳) ترجمہ برابن عازب رضی اللہ عنہ	۵۸		۳۹
۶۵	حدیث (۳۴)	۵۹	۲۴	دینی مصنف من الفردوس رحمہ اللہ
۶۶	مناقب ام المومنین عائشہ صدیقہ محبوبہ محبوبہ	۶۰	۲۵	۴۰
۶۶	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہا انتقال رو بہستان	۶۱	۲۶	۴۱
۶۸	ترجمہ امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۱		۴۲
۶۸	نالوان باب اس عار کا بیان جس سے	۶۲	۲۷	رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۸	قاری گروہ ابدال میں لکھا جائے۔	۶۲	۲۸	۴۳
۶۸	حدیث (۳۵) ترجمہ سرور کفری رحمہ اللہ	۶۳		۴۴
۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلے	۶۴	۲۸	حدیث (۲۵)
۷۰	قطب کون تھے۔	۶۴	۲۹	ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما -
۷۰	حدیث (۲۶)	۶۵	۲۹	۴۶
۷۱	حال مولوی تاج الدین صاحب گڑھی شاہو	۶۶	۵۰	۴۷
۷۱	حدیث (۳۶) جواب ان الشکوٰۃ شکرین	۶۷		۴۸
۷۱	حدیث ابدال	۷۱	۵۱	ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۷۲	حال مخدوم علی جویری رحمہ اللہ علیہ	۶۸	۵۲	۴۹
۷۲	ومستف بکر المعانی	۷۱	۵۶	۵۰
۷۵	حال شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ و مولیٰ	۶۹		۵۱
۷۵	حال حضرت شہاب الدین بہروردی	۷۱	۵۶	سائل والی باب ابدال کے صفات
۷۶	حال سنی سرور رحمہ اللہ تعالیٰ	۷۱		حدیث (۲۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلا باب - ابدال کے فضائل میں

(حدیث اول) عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْاَبْدَالُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُونَ بَعْدَ تَقْوَمِ الْاَرْضُ فِيْهِمْ تَمَطُّوْنَ وَفِيْهِمْ تَنْصَعُوْنَ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرَوَاهُ الْحَكِيْمُ بِإِخْتِلَافٍ يَسِيْرٍ (رواد صفحہ ۶۹ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۲ھ تصنیف حکیم ترمذی)

عبادہ بن صامت انصاری خزرجی مدنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ کی کنیت ابو الولید ہے، آپ حضور کے نقبائے تھے اور عقبہ اولیٰ و ثانیہ و ثالثہ اور جنگ وغیرہ میں حاضر تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ملک شام میں قاضی اور معلم بنا کر بھیجا اور حمص میں قیام فرمایا، پھر وہاں سے فلسطین میں آئے وہیں ۳۳ھ میں ۳۳ھ ہجرت سال کی عمر میں انتقال فرمایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں جامعین قرآن کی شمولیت کا فخر بھی آپ کو حاصل تھا، آپ سے ایک سو اسی حدیثیں مروی ہیں، پھر پیر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے، اور دو امام بخاری اور دو مسلم رحمۃ اللہ علیہا نے الگ الگ بیان فرمائی ہیں، اور باقی دوسری کتب حدیث میں (اکمال فی اسما الرجال صفحہ ۲۱ مجتہبی) آپ کا طول دس بالشت تھا۔ کہا قال سعید بن عفیر۔ (کذا فی التقریب)

ابدال۔ اولیا، اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے، کہ خدا تعالیٰ نے ان کے وجود سے زمین کو قائم رکھا ہے، اور وہ ستر آدمی ہیں، چالیس ملک شام میں اور تیس دوسری جگہوں میں، ان میں سے جب کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے، تو اس کی جگہ دوسرا قائم کر دیا جاتا ہے۔ (نتہی الارب)

طبرانی کی کنیت ابو القاسم اور نام سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر یعنی طبرانی ہے، جو ملک شام کے شہر عکا میں ماہ صفر ۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۰ھ میں طلب علم شروع کی، اور اکثر شہروں حرمین شریفین، یمن، مصر، بغداد، کوفہ، بصرہ، صہبان، جزیرہ وغیرہ میں پھرے، آپ کے والد ماجد نے علم حدیث کے حاصل کرنے کی حرص اور تاکید فرمائی، اور ان کو شہر بصرہ لیکر پھرے اور ساتھ کی خدمت میں پہنچایا، آپ کی تصانیف بہت ہیں، مثلاً معجم کبیر، معجم اوسط، معجم صغیر، کتاب الدعاء، کتاب المسالک، کتاب عشرہ، کتاب النوادر، کتاب دلائل النبوة، اور ایک تفسیر کلاں تراویح بہت سی کتابیں جو بالکل نایاب ہیں، آپ نے علم حدیث کے حاصل

لمعنة اللغات میں ہے کہ عبادہ بن صامت بن حنیف مومدہ طبرانی، حرمین بود ۱۲۱ سنہ۔ ۳۲۰ھ شام میں ایک شہر شہر ہے۔ ۱۲ سنہ طبرانی

کرتے میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی، حتیٰ کہ تین سال تک بوریے پر بیٹھے رہے اور راحت اور آرام اپنے لئے گوارا نہ کیا، آپ بوجہ وسعت علمی اور کثرت روایت کے ممتاز زمانہ تھے، ابو العباس احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں نے طبرانی سے تین لاکھ حدیث لکھی ہیں، آپ کو آخر عمر میں زنا واقعہ یعنی اسماعیلیہ کے فرقہ قرامطہ سے کہ اس زمانہ میں اہل سنت کے دشمن تھے، اور آپ کا واداعہ حدیث سے کیا کرتے تھے، نے جادو کیا، جس سے آپ کی ظاہری میثاقی زائل ہو گئی اور ۲۸ ذیقعد ۳۳۸ھ کو سو سال دس ماہ کی عمر میں انتقال فرمایا، اور حافظ نعیم اسپہانی مصنف علیہ الاولیاء نے نماز جنازہ پڑھائی، ابستان الحدیثین صنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۵ تا ۵۴ (مختصاً) ترجمہ حدیث اول۔ عبادہ بن صامت راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال میری امت میں تم میں ہیں، انہیں سے زمین قائم ہے، انہیں کے سبب تم پر عینہ اترتا ہے، انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے، روایت کیا اس کو طبرانی نے (کبیر میں سند صحیح سے) الامن والعلیٰ ص ۲۲، اور روایت کیا اس کو حکیم نے تھوڑے سے اختلاف سے فلا۔ اولیاء کرام بے شمار ہیں، ان کے شمار و تعداد کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے، یا جو اس کے مقرب و محب ہیں، جن کی شان میں کہا گیا ہے ع۔

فاصلان خدا، خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

اس پر کلام خدا مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ، شاہد و ناطق ہے، اولیائے کرام اپنے دوستوں کی مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں، ان کے کرامات برحق ہیں، جو ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں، بعض کرامات کا ذکر کلام الہی میں بھی آیا ہے، مثلاً مریم علیہا السلام کے پاس بے بہار کے محل میوے بھرے میں دیکھ کر زکریا علیہ السلام کا آپ سے دریافت کرنا يَا مَرْيَمُ اِنِّي لَتِلْكَ هَذِهِ اَمَّا لَتُ هُوَ مِنْ جِئِدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت کھجور کے خشک تخت کا سر سبز ہونا، اور اس میں کھجور کا لگنا اور خدا تعالیٰ کا فرمان وَهٰذِي اِلَيْكَ بِجُذْجِ النَّخْلَةِ لَتَسَاقُطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا، یعنی کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا، تجھ پر تازی ہئی کھجوریں گریں گی (کنز الایمان)، حالانکہ وہ موسم کھجور کا رہتا، اسی طرح حضرت علیہ السلام سے کرامات عجیبہ کا لہرہ اور آصف بن برخیا کا سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس شہزادی کا مقفل و مقل و حزین تخت دور دراز سے ایک دم میں لا کر حاضر کر دینا وغیرہ وغیرہ وغیرہ نظری و روحی الفائق وغیرہ)

۲۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی، کہ اولیائے کرام دافع البلاء بھی ہیں، اور خدا کے حکم سے وہ مدد بھی کرتے ہیں، ان کا مدد کرنا گویا خدا تعالیٰ کا ہی مدد فرمانا ہے، خدا تعالیٰ حقیقی مددگار ہے

اور اس کے مظہر عون اولیاء نے کرام وغیرہ میں یہ مدد بغیر اللہ تعالیٰ نہیں ہے، ان سے امداد وغیر اللہ نہیں ہاں
یہ وسیلہ امداد الہی ہیں، اگر کوئی شخص موصوفہ زمانہ یہ کہے کہ تم بحکم آیاتِ تَعْبُدُوا إِلَهًا لَّا يَمْلِكُ
اللہ سے ہی مدد مانگو۔ ۵

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

تو اس کا جواب یہ ہے۔ ع۔

توسل کر نہیں سکتے خدا سے اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

مظہر اوصاف حق میں اولیاء * ان کی ہے امداد امداد خدا

اللہ تعالیٰ نے سب اہل اسلام کو اولیاء کرام کی محبت عطا فرمائی، جو ذریعہ نجات ہے۔ الْمَرْءُ

مَعَ مَنْ أَحَبَّ أَدَىٰ كَأَحْسَرِ شَيْءٍ فَخَصَّ كَسَاةً هُوَ تَابِعٌ لِّمَنْ أَحَبَّ هُوَ أَوْ رِيَّةٍ لِّسِي
محبت ہے جو قیامت کو بھی قائم رہے گی الْأَخْلَافُ يَوْمَئِذٍ لِّبَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ

حدیث (۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ قَرْيَةٍ مِنْ أُمَّتِي سَابِقُونَ وَهُمْ الْبُدَاةُ الصِّدِّيقُونَ بِهِمْ
يُنْقَوْنَ وَبِهِمْ يُرْدَقُونَ وَبِهِمْ يَدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ رَوَاهُ الْحَكِيمُ فِي النَّوَادِرِ

محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ، آپ امام صدوق مشہور صاحب صلاح و تقویٰ اور اہل فتویٰ ہیں

آپ کا حلقہ درس سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ

منورہ زاد اللہ تشریفاً و تکریماً، میں شبہ باہل العلم آپ ہی تھے آپ کے سوا اور کوئی نہ تھا، اور آپ علماء میں

مثل ایک با قوت کے تھے، عباس بن نصر بغدادی صفوان بن علیسی سے راوی ہیں کہ آپ ماں کے بطن میں تین

سال رہے، والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد پیٹ شق ہو جانے سے آپ دنیا میں تشریف لائے، اس حال میں

کہ آپ کے دانت لگے ہوئے تھے آپ نے ۳۸ھ میں انتقال فرمایا، امام سلم نے اپنی کتاب میں ان سے تیسرا

صدیقین روایت کی ہیں، اگرچہ بعض متاخرین نے آپ کے حافظے میں کلام کی ہے، مگر آپ بڑے ذکی تھے ایک

دفعہ آپ۔۔ محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلہ کو نکلے، مدینہ منورہ کے والی جعفر بن سلیمان ہاشمی نے چاہا، کہ

ان کو کوڑے مارے یا ان کا ہاتھ کاٹ ڈالے، آپ نے کہا کہ اے بادشاہ خدا تمہارا بھلا کرے، اگر حسن بصری رحمۃ

اللہ علیہ ایسا کریں، تو کیا آپ ان کو مارینگے، جواب دیا نہیں کہا گیا، کہ ابن عجلان مدینہ منورہ میں ایسے ہی ہیں

جیسے حسن رضی اللہ عنہ بصرہ میں، تب بادشاہ نے آپ کو معاف کر دیا۔ آپ کے والد عجلان فاطمہ بنت ولید

کے غلام تھے۔ (میزان الاعتدال جلد سوم صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ مصر)

قرن - چالیس سال یا دس یا بیس یا تیس یا پچاس یا ساٹھ یا ستر یا تو یا ایک سو بیس سال کو کہتے ہیں، صحیح الاقوال صد سال ہے، اس کی صحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قول مبارک سے ثابت ہوئی ہے اور وہ یہ حدیث ہے، **اِنَّهُ صَبَّحَ عَلٰی سُرَابِیْنِ غَدَاً وَقَالَ عِشْرَ قُرْنَا فَعَاشَ مِائَةَ ثَمَانِیْنَ** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک لڑکے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیر کر فرمایا کہ ایک قرن زندہ رہ تو وہ سو سال تک زندہ رہا (نہایہ جزری صفحہ ۲۷۸ و منتہی الارب جلد سوم ص ۲۸۴) نیز قرن حیوان کی شاخ، سینگ گیسو، مدت دوازہ کو بھی کہتے ہیں، میثاق کا نام بھی ہے اور بین میں ایک قبیلہ کا نام بھی جس سے حضرت اویس قرنی باطنی بار بار گاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں (لغات فیروزی) تفصیل قرن در باب مناقب امجدہ دومہ، فتوح اللغات شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۸۴ اور ایک شے عورت کی شرمگاہ میں پیدا ہو جاتی ہے، جو مانع جماع ہوتی ہے، اور اس سے الہ تناسل کو لے سے ہی ایذا ہوتی ہے، جیسے سینگ سے ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چار عورتوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور اگر لونڈیاں ہوں تو بیع درست نہیں پانچل، کوڑھی، برص، سفید داغ والی، مذکورہ عیب والی عورت سے۔ یہ مرض عورتوں کے علاوہ اونٹنی کے پیشاب گاہ میں کبھی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے مردوں کے نھیوں میں کبھی نفع اور درم پیدا ہو جاتا ہے، عورتوں میں یہ مرض بڑا عیب ہے، اس قسم کا ایک جھگڑا ایک لوناہی کے متعلق قاضی خیر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لایا گیا، تو آپ نے فیصلہ میں فرمایا، کہ اس کو بٹھاؤ، اگر وہ سینگ سا زمین کو لگ جائے تو عیب ہے

ورنہ بے عیب ہے۔ (مفردات راغب اصفہانی نہایہ وغیرہ)

ذوالقرنین اسکندر کو بھی کہتے ہیں، کیونکہ وہ مشرق سے مغرب تک گیا یا اس کے سر پر دو گیسو، یا دو سینگ تھے، اس لئے اس نے پہلے پہل پگڑی باندھنا ایجاد کیا، کمانی باریع الزہورنی وقایع الدہور، مطولات میں سات وجوہ اور بھی لکھی ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی لقب ہے، کیونکہ آپ نے سکندر کا ہتھ لوگوں کو سنایا اور فرمایا کہ تم میں بھی اس کی مثل موجود ہے، کیونکہ آپ کے سر مبارک میں دو ضرب لکین ایک جنگ احزاب میں دوسری بن ہجم کے ہاتھوں سے با دو قرن سے مراد امام حسن حسین رضی اللہ عنہما ہیں، زیادہ تفصیل مطولات میں ہے،

الحکیم سے مراد ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین بن بشر الثوذنی ہیں اور آپ کا لقب حکیم ترمذی ہے یہ ابو یونس ترمذی نہیں ہیں، بعض لوگوں کو دھوکا لگا ہے، وہ ان دونوں میں تمیز نہیں کرتے، ابو یونس کی تصنیف ترمذی شریف صحاح ستہ میں شامل ہے، یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے، آپ مشائخ خراسان کے رئیس

وسردار ہیں اور اپنے باپ علی بن حسین اور قتیب بن سعید یعنی اور صالح بن عبداللہ ترمذی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے علمائے نیشاپور اور قاضی یحییٰ بن منصور راوی ہیں، جب نیشاپور میں آئے ۲۸۵ھ میں ترمذ کے لوگوں نے آپ کو وہاں سے نکال دیا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ نے کتاب ختم الولاية اور کتاب علل الشریعة تصنیف کیں اور یہ دونوں نسخے ظاہرین لوگوں نے دیکھ کر نتیجہ نکالا کہ ان کا مذہب ہے کہ بعض اولیاء انبیاء و شہداء سے افضل ہیں چنانچہ ان کا اجتماع بھی یہی شہادت دیتا ہے اس وقت تک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے آپ کو ترمذ سے نکال دیا اور وہاں سے پنج پہنچے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے آپ کو قبول کر لیا اور آپ نے وہاں ان کے سامنے اس عقیدہ کے متعلق معذرت چاہی کہ سرگز میرا یہ عقیدہ نہیں کہ اولیاء کو انبیاء پر فضیلت ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کوئی حرف (تصنیف) تفکر و تدبر اور نامل سے نہیں لکھا اور میری یہ غرض ہے کہ ان کو کوئی شخص میری طرف نسبت کرے ملک جس وقت میرا دل تنگ و پریشان ہوتا تو اس کے بہلانے اور آرام کے واسطے میں تصنیف شروع کر دیتا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی اکثر تصانیف از قبیل مسودات ہیں آپ کو نظر ثانی کا موقعہ نہیں ملا ایک روز آپ سے صفت خلق سے سوال ہوا، تو فرمایا کہ ضعف ظاہری اور دعویٰ عریضہ ہے، آپ کے لطایف سے ہے کہ پانچ آدمیوں کے لئے پانچ جگہ بہتر ہیں، لڑکوں کے لئے مکتب، رہنمونوں کیلئے قید خانہ، عورتوں کیلئے گھر، جوان کیلئے مکان طلب علم، بوڑھوں کیلئے مسجد، آپ نسی سال زمرہ رہے آپ کی مشہور تصانیف سے مذکورہ دو کتابوں کے علاوہ شرح الصلوٰۃ و کتاب المناہی اور عورتا لامور اور عرس الموحدین اور کتاب الفرق بے نظیر کتب ہیں، نیز نواد بھی آپ کی بے مثل تصنیف ہے، نواد سے مراد نواد الوصول فی معرفتہ اخبار الرسول الملقب بسلوٰۃ العارفين وستان الموحدين ہے یہ کتاب نایاب و کمیاب ہے الحمد للہ کہ اسی تحریر کے سلسلہ میں اس کتاب کی بھی زیارت نصیب ہوئی جو ایک بزرگ کے وسیلے سے مکہ معظمہ اور اللہ نشر لیا و تکریم سے لاہور لائی گئی۔ (ستان المحدثین۔ طبقات کبیر عبدالوہاب شعرائی و مرقاۃ الوصول حواشی نوادر، کشف الظنون)

ترجمہ حدیث (۲) روایت ہے محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ سے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم نے ہر قرن میں میری امت سے سابق زنیق کاموں میں سبقت کرنے والے لوگ ہیں وہی صدیق (بڑے راستبان) ہیں، انکے ذریعے سے پانی برسایا جاتا ہے اور انکے طفیل روزی

سے ان سے مراد نونا سولوی دیدار علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور ہیں کہ جنہوں نے ازراہ عنایت مجھے یہ کتاب عریضہ عنایت فرمائی اور بتایا کہ یہ کتاب مجھے مکہ مکرمہ سے عطا ہوئی، آپ کا انتقال ۳۰ رجب ۱۳۵۵ھ بروز شنبہ کو ہوا، آپ کا جنازہ متصل مزار شاہ محمد غوث تقریباً پچاس ساٹھ ہزار نفوس آفت و مخالفت نے ادا کیا اور اندرون دہلی دروازہ لاہور قریب صحن مسجد محلہ چنگڑاں میں آرام فرما ہیں، تاریخ وفات دیدار علی یافتہ دیدار علی رائے

دی جاتی ہے اور انکی برکت سے زمین والوں سے بلا دفع کی جاتی ہے۔

ف۔ سبحان اللہ اولیائے کرام کی کیا شان ہے کہ ان کی برکت سے بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ رزق و روزی نازل ہوتی ہے، بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے، یہ غلامانِ غلام سرور کائنات مقرر ہو جاتے ہیں اور افضل الصلوٰت و التحیات کا درجہ ہے، جو انکو اتباعِ سنت سے حاصل ہو رہا ہے اور تاقیام قیامت یہ سلسلہ سرا جانیہ سے منور اور روشن ہوتا رہے گا یہ قدرتِ الہی اور منظم حقیقی کا انتظام ہے کوئی دشمن خدا و محبوبانِ خدا خوش ہو یا ناراض زندہ رہے یا مرے یوتیڈون لیطوفوا نوس اللہ یافوقہم واللہ میتہ نوسیرہ ولو کبرۃ الکافرؤن راقی مشرکون۔ وہ پھونکوں سے نور خدا کو ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ اس کو پورا تمام کرنے والا ہے۔ ع۔

چراغے را کہ ایزد بر افروزد ہر آنکس توف زندیٹش بسوزد

حدیث (۱۳) عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي الدُّدَّاءِ قَالَ رَأَى الْآنَبِيَاءَ كَأَنَّهُمْ أَقْتَادُ الْأَرْضِ فَلَمَّا لَقِطَعَتِ الثُّبُوتُ أَبَدَلِ اللَّهُ مَكَانَهُمْ قَوْمًا مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمْ الْأَبْدَالُ۔

مکحول بن عبد اللہ تابعی ہیں انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے شام کے رہنے والے تھے قبیلہ قیس کی ایک عورت کے غلام تھے بعض نے کہا ہے بنی لیث کے غلام تھے، آپ امام اوزاعی کے استاذ تھے، زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علمایا بچا رہی ہیں، ابن المسیب مدینہ منورہ زاد اللہ تشریفاً و تکریماً میں اوشعبی کوفہ میں اور حن بصرہ میں، اور مکحول شام میں (رحمۃ اللہ علیہم) آپ کے زمانہ میں فن فتویٰ میں آپ سے زیادہ اور کوئی عالم دین تھا، آپ ہمیشہ فتویٰ دیتے وقت یہ کلمات کہتا کرتے تھے لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ میری رائے ہے اور لائے درست اور غلط خطا ہی ہوتی ہے، ایک جماعت صحابہ سے آپ حدیث شریف روایت کرتے ہیں، اور بہت مخلوق نے آپ سے بھی روایت کی ہے، اللہ میں آپ نے انتقال فرمایا، ابی الدرداء حو میر بن عامر الانصاری خزرجی ہیں اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں، مدد امان کی بیٹی کا نام ہے، اسلام لانے میں کچھ تاخیر فرمائی، گھر کے آدمیوں سے بغیر میں آپ ہی اسلام لائے، اور آپ کا اسلام اچھا ہوا، آپ بڑے حکیم عالم فقیہ تھے، اور ملک شام کے رہنے والے تھے، اور شہر دمشق میں سلسلہ میں انتقال فرمایا، (اکمال) آپ کے نام اور نسب میں اختلاف کثیر ہے۔ لہذا اسی مختصر پرکتفا کیا گیا، (عبدالمنق)

الآنبیاء مغربوں کا نبی ہے جس کے معنی غیب کی خبریں دینے والا ہے (کنز العمال) نیز ہجرت

خدا کا فرستادہ۔ خواہ صاحب شریعت جمید ہو یا پھلی شریعت کا معاون ہو، یہ لفظ عام ہے اور رسول خاص وہ وہی ہے، جو صاحب کتاب ہو (فیروزی)

اوتاد جمع تداکی میخیں۔ اور ایک قسم اولیاء اللہ کو بھی کہتے ہیں جو تمام جہان میں کل چار ہوتے ہیں، قالہ الجبال اوتاد القرآن کریم میں پہاڑوں کو اوتاد مثل میخوں کے فرمایا گیا ہے (فیروزی و مفردات راغب)

ترجمہ حدیث (۳) کھول رحمۃ اللہ علیہ ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اوتاد الارض تھے، جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اوتاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک قوم کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا جن کو ابدال کہتے ہیں۔

لَمْ يَفْضَلُوا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا تَسْبِيحٍ وَلَكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَبِصِدْقِ الْوَعْدِ وَحُسْنِ النِّيَّةِ وَسَلَامَةِ قُلُوبِهِمْ لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ وَالتَّصِيحَةِ لِلَّهِ ابْتِغَاءً لِمَرْضَاةِ اللَّهِ بِصَبْرٍ وَحِلْمٍ وَلَيْتَ وَتَوَاضِعٍ فِي غَيْرِ مَذَلَّةٍ فَمَا خُلَفَاءُ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ وَقَوْمٌ بِأَصْطَفَاهُمْ اللَّهُ لِنَفْسِهِ وَأَسْتَخْلَصَهُمْ بَعْلِمِهِ لِنَفْسِهِ -

صوم کے لغوی معنی کام سے رک جانے کے ہیں خواہ وہ کام از قبیل ماکول مشروب ہو خواہ رفتار گرفتار سے روزہ، سرگین شتر مرغ، رمضان، روزہ دار، کلیسا ترسایاں اور اصطلاح شرع میں عاقل بالغ کانت کے ساتھ فجر سے شام تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے، کلام الہی میں اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا سے مراد کلام کا ترک کرنا ہے، جیسا کہ مابعد میں ہے یعنی۔ فَلَنْ أَكَلِمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔ پتا عم (مفردات راغب متنی الارب)

صَلَاة کے لغوی معنی تحریک الصلوین ہیں جو سبب کوع و سجود کے حرکت کہتے ہیں یا تیسری لکڑی کو آگ سے سینک کر سیدھا کرنے کے ہیں، نماز و دعا (بندہ کی طرف سے) رحمت (خدا کی طرف سے) درود شریف (پیغمبر اور فرشتوں پر) حموی، فائق، کشاف اصطلاح شرع میں ارکان مخصوصہ قیام رکوع سجود وغیرہ کا نام ہے۔

تسبیح سے پاکی سے یاد کرنا، خدا کو سبحان اللہ کہنا، بذكره رآله ذکرہ اور جبل الوصل کو بھی کہتے ہیں تاکہ وصل اس لئے کہ کئی خدا کے بندے آله ذکر سے جس کے پاس ہونے سے خود بخود خدا کو یاد کرنے کو دل چاہتا ہے) واصل باللہ ہو گئے، لطیفہ مجھے اپنے استاذ مولانا مولوی کریم بخش صاحب حنفی قادری (فدا اللہ مضجعه واسكنہ اللہ فی بحبوحتہ) نے ان کی خواب گاہ کو روشن کرے اور

وسط جنت میں جگہ عطا فرمائے، یاد ہے کہ آپ نے ایک بار صین حیات میں غالباً شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب اخبار الاخیار کے حوالہ سے ایک ولی اللہ کا حال بتایا تھا، کہ ان کے پاس ایک تسبیح تھی، جس کی یہ خاصیت تھی کہ اس کا ایک اذہلانے سے بادشاہ وقت تیار کر لیتا ہو جاتا، اور دوسرا اذہلانے سے عازم سفر سوار ہو جاتا، تیسرا اذہلانے سے فوراً حاضر فرمات ہو جاتا، ایک دفعہ طلباء سے ایک نے کہا کہ اس تسبیح میں یہ خاصیت ہے، اور اس کے والوں کو ایک دو تین کر کے حرکت دیدی، چنانچہ بادشاہ حاضر ہو گیا، پانی میں تیرنا اور ہوا میں تیرنا، تمجید تمجید۔ نماز نفل پڑھنا، (نہا یہ جزری، مفردات راغب صفحہ ۱۰۱، منہی الارب، فیروزی)

لُبُّ عَقْلِ، اخلاص، خلاصہ، خالص، چیدہ، برگزیدہ از ہر چیزے و میانہ، مغز بادام و چار مغز، قرآن کریم میں اولاً الالباب خاص چیدہ برگزیدہ عقل و الونکو فرمایا گیا ہے **مَدْلَةٌ** خواہ ہونا اور ہونا، خواری، رسوائی۔
ترجمہ انہوں نے نماز روزے تسبیح کی کثرت سے لوگوں پر فضیلت حاصل نہیں کی بلکہ حسن خلق اور سچی پر سیرگاری اور نیک نیتی سے اور تمام اہل اسلام کے لئے ان کے دل کا سلامت ہونا اور نصیحت اللہ تعالیٰ کیلئے خدا کو خوش کرنے کے لئے صبر علم اور عقل اور تواضع سے بغیر مذلت کے وہ انبیاء علیہم السلام کے خلیفے ہیں اور ایک ایسا گروہ ہے، جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں اپنے لئے خاص طور پر چن لیا اور پسند فرمایا۔

وَهُمْ أَرْبَعُونَ صِدِّيقًا مِنْهُمْ ثَلَاثُونَ رَجُلًا عَلَى مِثْلِ يَقِينٍ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ
بِهِمْ تَدْفَعُ الْمَكَايِدَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَالْبَلَايَا عَنِ النَّاسِ وَبِهِمْ يُمْطَرُونَ وَبِهِمْ
يُزْقَوْنَ لَا يَمُوتُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ أَبَدًا حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ قَدْ أَنْشَأَ مِنْ تَخْلُفِهِ لَا يَلْقَوْنَ
شَيْئًا وَلَا يُوَدُّونَ مَنْ تَحْتَمُّ وَلَا يَنْتَظِرُونَ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْفَرُونَ لَهُمْ وَلَا يَحْسُدُونَ
مَنْ فَوْقَهُمْ وَلَا يَحْرُصُونَ عَلَى الدُّنْيَا لَيْسُوا أُمَّتًا وَتَيْنَ وَلَا مَتَكِبَرِينَ وَلَا
مَتَخَشِعِينَ أَطِيبُ النَّاسِ حَبْرًا وَأَوْسَرُهُمْ أَنْفُسًا۔

النشأ۔ پیدا کرنا، شروع کرنا، کوئی بات دل سے پیدا کرنا ایک علم کا نام بھی ہے۔
تطاول۔ گردن دراز کرنا، گردن کشی، تکبر کرنا، مخر کرنا، بلند مکان بنانا۔

۱۔ آپ کا نام شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے شاہ احمد شریقی بتایا ہے، متوفی ۹۲۵ھ بمطابق ۱۵۱۹ء سال آپ علم و عمل دونوں میں آیات عظمیٰ الہی تھے ہر علم کو اس علم کے تصرف سے بادشاہ کو اپنے پاس بلاتے اور اہل اسلام کی فاجارہ ان ذرا کے ایک پاس ایک تسبیح تھی جس کا ایک اذہلانے سے بادشاہ کو جنم ہوتی اور آپ فرماتے کہ اب بادشاہ فلاں جگہ پہنچا حتیٰ کہ وہ حاضر ہو جاتا، ایک ذرا کے انوکھے اذہلانے سے کسی کے ایک اذہلانے سے کسی کو منفق سے نکال دینا جیسے اس نے شاہدہ کیا ہوا تھا، بادشاہ کے خلاف معمول آتے تے آپ کو معلوم ہوا کہ تسبیح کے اذہلانے سے ہیں، منہی ص ۲۱۵، روزنامہ ۱۲ (۱۰) اذہلانے ۱۳۳۵ھ کو ۱۱ صفحات پر شیعہ تے یہ حال ملتا ہے، صفحہ ۲۵۰

مٹاوتین - موت سے ڈرنے والے، آپس میں صبر کرنے والے عبادت میں زیادتی کرنے والے۔
متخشبین - آواز پست کرنے والے، آنکھیں بند کرنے والے اور ڈرنے والے عاجزی فریاد کرنے والے یاد ہے کہ خشوع کا تعلق کان اور آنکھ سے ہے اور خضوع کا دوسرے اعضاء سے۔
 و ۴ - پرہیزگاری - اور ع بڑا پرہیزگار۔

ترجمہ - اور وہ چالیس صدیق ہیں ان میں تیس آدمی مثل یقین ابراہیم خلیل الرحمن کے ہیں ان کے ذریعے زمین والوں سے تکالیف اور بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے مینہ آتے ہیں اور ان کی برکت سے روزی دی جاتی ہے ان سے کبھی کسی کا انتقال نہیں ہوتا، طراسکی جگہ خدا تعالیٰ ایک اور جانشین پیدا فرماتا ہے، وہ کسی کو لعن طعن نہیں کرتے اور اپنے ماتحت کو ایذا نہیں دیتے اور ان پر دست درازی نہیں کرتے اور ان کو حقیر نہیں جانتے اور اپنے سے اوپر والوں کا حسد نہیں کرتے اور نہ وہ دنیا کے حریس ہیں وہ موت سے ڈرنے والے نہیں اور نہ تکبر کرنے والے ہیں اور نہ ہی آنکھ کان بند کرنے والے ہیں وہ لوگوں سے زیادہ شیریں کلام ہیں اور نفوس سے زیادہ پرہیزگار۔

طَبِيعَتُهُمُ الشَّخَاءُ وَصِفَتُهُمُ السَّلَامَةُ مِنْ دَعْوَى النَّاسِ قَبْلَهُمْ لَا تَتَفَرَّقُ
 صِفَتُهُمْ لَيْسَ الْيَوْمَ فِي حَالٍ خَشِيَّةٍ وَعَدَا فِي حَالٍ غَفَلَةٍ وَلَكِنْ مَدَاوِمِينَ عَلَى
 حَالِهِمْ وَهُمْ فِي مَا بَيْنَهُمْ وَيَنْ رَبِّهِمْ لَا تَدْرِكُهُمْ رِيحُ الْعَاصِفِ وَلَا الْخَيْلُ الْجَرَّاءَةُ
 قَلُّوا ثُمَّ تَقَعْدُ فِي السَّمَاءِ أَمْ تَبَاحًا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَإِشْتِيَا قًا إِلَيْهِ قَدْ مَا فِي إِشْتِيَا قِ
 الْخَيْرَاتِ أُولَئِكَ حَزَبُ اللَّهِ الْآنَ حَزَبُ اللَّهِ هُمْ الْمُفْلِحُونَ قُلْتُ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ مَا
 شَيْءٌ أَنْقَلَ عَنْكَ مِنْ هَذِهِ الصِّفَةِ الَّتِي وَصَفْتَهَا فَكَيْفَ بَيَّانُ أَدْرَكَهَا قَالَ لَيْسَ بَيْنَكَ
 وَبَيْنَ أَنْ تَكُونَ فِي أَوْسَطِ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ تَبْغُضَ الدُّنْيَا فَإِذَا أَبْغَضْتَ الدُّنْيَا أَقْبَلَ عَلَيْكَ
 حُبُّ الْآخِرَةِ فَبِقَدْرِ مَا تَرَاهُ فِي الدُّنْيَا تَحِبُّ الْآخِرَةَ وَبِقَدْرِ مَا تَحِبُّ الْآخِرَةَ
 تَبْصُرُ مَا يَنْفَعُكَ وَمَا يَضُرُّكَ فَإِذَا عَلِمَ اللَّهُ صِدْقَ الطَّلِبِ مِنْ عَبْدِهِ أَفْرَغَ
 عَلَيْهِ السَّدَادَ وَكَتَفَهُ بِعِصْمَتِهِ وَتَصَدِّقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ الْعَزِيزِ إِنَّ اللَّهَ
 مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ فَمَا لَدَا مَا لَدَا مَنْ لَدَا مَنْ
 شَيْءٌ أَفْضَلُ مِنْ حُبِّ اللَّهِ تَعَالَى وَطَلِبِ عَرْضَاتِهِ رَفِئًا هُ الْخَيْمِ التَّمْذِي فِي التَّوَارِيهِ صَفْهُ
 سنہ مطبوعہ استمبول قسطنطنیہ ۱۲۹۲ ہجرت المقدس النبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام الی یوم
 القيام مع الاحترام والاکرام

عَاصِفٌ - باد تند، اِسْرَتِيَا حَا - خوش ہونا، سَدَلٌ - گفتار و کردار کی مضبوطی و راستی
اِكْتِنَافٌ - احاطہ کر دینا۔ تَلَذُّذٌ - مزہ پانا۔ لَذَّتْ اِطْحَانًا -

ترجمہ - ان کی طبیعت سخاوت ہے، اور صفت انکی سلامت ہے، لوگوں کے دعووں سے انکی
طرف ان کی صفت دوامی ہے یہ نہیں کہ وہ آج خشیت میں توکل عنفقت میں ہمیشہ ان کی
حالت ایک ہی ہے، خدا کے ساتھ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ان کو تند ہوا اور تیز رفتار گھوڑا
نہیں پکڑ سکتا، ان کے دل آسمان میں خدا کے پاس خوش ہونے کے لئے صعود کرتے ہیں، اور ان کا
اشتیاق نیک کاموں میں آگے بڑھا ہوا ہے، یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں، ان اللہ کا گروہ ہی فلاح
پانے والا اور غالب ہے، میں نے کہا ہے ابالدرود ارضی اللہ عنہ اس صفت سے جو تو نے مجھے بتائی ہے کوئی
اور چیز مجھے نہیں چہ جائیکہ میں اس کو حاصل کر سکوں، کہا کہ متوسط درجہ یہ ہے، کہ تو دنیا کو دشمن رکھا اگر
تو دنیا سے بغض رکھیگا، تو آخرت کی محبت تیرے پاس آئیگی اور جس قدر تو دنیا سے الگ ہوگا، انہی
آخرت کو دوست رکھے گا، اور جس قدر تو آخرت سے محبت رکھے گا، تم کو اپنا نفع اور نقصان معلوم ہوگا۔
جب اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی طلب کی صداقت ماوم ہوتی ہے، تو اس پر راستی اور مضبوطی اٹھیل
دیتا ہے، اور اس کو اپنی حفاظت اور احاطہ میں کر لیتا ہے، اور اس کی تصدیق کتاب عزیز قرآن مجید
میں ہے، بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہیں، پس جب ہم نے اس میں غور کیا
تو معلوم ہوا، کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضامندی چاہنے سے کوئی چیز زیادہ لذت دانی نہیں اور
افضل نہیں جس سے کوئی لذت حاصل کرنے والا مزہ لیوے، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی
نے اپنی کتاب نو اور الوصول فی معرفۃ اخبار الرسول الملقب بسلوۃ العارفين و بستان
الموحدين مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۷۱

حدیث ۴۴ عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قال قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یقول ان الابدال یكفون بالشام وهم أربعون
رجلاً کلمات منهم رجل ابدال اللہ مکانه رجلاً بهم نسفی الغیث وینصرہم
على الأعداء ویصرف عن أهل الأرض بهم البلاء، فهو لادع أهل بیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وامن هذه الأمة فاذا ماتوا
فسدت الأرض فخربت دنیا وهو قول تعالی ولولا دفع اللہ الناس بعضهم
ببعض لفسدت الأرض رواه الحکیم فی التواریخ ص ۷۱

علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) امیر المؤمنین کی کنیت ابو الحسن و ابو تراب قرشی ہے آپ کے متعلق صاحب کنز الانساب (قلمی) نے کہا ہے: ع

پسریکہ بخانہ خدا شد بابت رسول کد خدا شد

تولد ۱۳ رجب المرجب یوم جمعہ ہوا تھا، اور واقعہ صحابہ نبیل سے تیس برس گزرتے تھے، آپ کی پیدائش کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ نو لکھنؤ کے صفحہ ۶۹ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا معمول تھا، کہ پندرہ رجب المرجب کو کعبہ مکرمہ کا دروازہ کھول کر اس کے اندر آکر زیارت کرتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت بھی اسی روز واقعہ ہوئی ہے لہذا اس کو یوم الاستفلاح اور روزہ مریم بھی کہتے ہیں اور شاخ کرام نے اس روز اور اداؤ کا مقرر کئے ہوئے ہیں معمول یہ تھا کہ قبل ازیں ایک دو روز عورتیں زیارت کو آتیں اتفاقاً عورتوں کی زیارت کے روز آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد نے باوجودیکہ مدت حمل تمام ہو چکی تھی زیارت کا ارادہ کیا، کیونکہ سال میں یہ دن ایک ہی بار نصیب ہوتا، آپ سخت دشواری اور کمال رنج و مشقت سے در کعبہ تک پہنچے ان دنوں میں کعبہ مکرمہ کا دروازہ بقدر قدم بلند تھا، جیسا کہ اب بھی ہے لیکن ان دنوں میں کوئی زینہ نہ تھا، اور عورتوں کو مشکل تمام مرد اس جگہ تک لاتے پچنانچہ اس حالت میں آپ کو دردہ پیدا ہو گیا، اس خیال سے کہ شاید ابھی آرام آجائے گا، زیارت سے کیوں محروم رہیں در کعبہ میں آتے ہی درد شدت سے شروع ہو گیا، اور امیر المؤمنین کا تولد واقعہ ہوا، یہ ایک اتفاقی امر ہے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ثابت نہیں ہو سکتی (جیسا کہ ردائف کا زعم فاسد ہے، اگر یہ ان بھی لیا جاوے، تو اس شاعت و قباحت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی آپ افضل ثابت ہوتے ہیں، حالانکہ سنی و شیعہ سے کوئی اس کا قائل نہیں، تو تاریخ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ برادر زادہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش بھی کعبہ شریف میں ہوئی، تو چاہئے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ جمیع انبیاء سے افضل ہو، حالانکہ یہ درست نہیں اور اس کی شاعت پوشیدہ نہیں۔ بقول سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ لڑکوں میں سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے۔ (تاریخ الخلفاء) اس وقت آپ کی عمر اٹھ یا پندرہ یا سولہ سال تھی (کمال فی اسما الرجال) آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوتھے خلیفے تھے، آپ کی شان میں کہا گیا ہے۔ کَافَتِي اِلَّا عَلِيَّ كَا سَيْفِ الْاِذَا وَالْفَقَارِ۔ مگر آپ کی قوت

لہ فرغ النامی مصنف نواب صدیق حسن خاں ص ۱۵۵ منہ ۱۲ کے متعلق آئندہ صفحات میں دیکھو ۱۲ منہ

وطاقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قوت اور طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی چنانچہ مدارج النبوة میں ہے، کہ شب ہجرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی کر وہ دوش مبارک پر اٹھا کر لے چلے مگر بروز فتح مکہ مکر جب حضرت اسد اللہ الغالب نے آپ کو اٹھانا چاہا، تو حضور نے فرمایا تم باریبوت نہ اٹھا سکو گے، آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے داماد اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمزلف ہیں آپ کا نام نامی و اسم گرامی ہر انسان کے چہرہ پر دو بار معکوس لکھا ہوا ہے، یعنی دو آنکھ دو عین ہیں اور لاک لام ہے، اور دو ابرو دو یا رہیں، لِلْعَاقِلِ تَكْفِيْلٌ الْاِسْمَاءُ (سیف المقلدین) آپ سائے جنگ بتوک کے سب مشاہد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ کا رنگ مبارک گندم گوں تھا، اور آنکھیں بڑی بڑی طول میں اقرب الی القصر آپ کے بال بہت تھے ریش مبارک عریض تھی اور قد چھوٹا تھا، چنانچہ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ زعفران زار میں مطاببات سے لکھتے ہیں، کہ حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک بار فرمایا یا علی أنتَ فینَا کالتون بین لَنَا آپ ہم میں ایسے ہیں جیسے لَنَا میں نون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، کہ لَوْلَا اَنَا فینَا لَمَكُنَّا اَکْرَمِیْنِ دہوں تو آپ کا ہی رہ جاتے ہیں، آپ بڑے حاضر جواب تھے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع چند صحابہ مل کر کھجوریں کھا رہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش طبعی کے طور پر گٹھلیاں آپ کے آگے رکھتے جاتے تھے، اور صحابہ بھی آپ کے تتبع سے ایسا ہی کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتمہ پر فرمایا، کہ تم میں سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائیں، صحابہ نے جواب دیا میں کَثَرْنَا اِنَّهُ فَهُوَ اَكْوَلٌ یعنی جس کے آگے گٹھلیاں زیادہ ہیں، وہی سب سے زیادہ خوردہ ہے، آپ نے فرمایا اَلْبَلُّ مَنْ اَكَلَ مَعَ النَّوَاةِ فَهُوَ اَكْوَلٌ یعنی نہیں بلکہ جو کھجوروں کو گٹھلیوں سمیت کھا گیا، وہ زیادہ خوردہ ہے

تحفة الابرار جلد اول صفحہ ۱۸ مطبع رضوی دہلی ۱۳۲۷ھ

آپ ۱۸ھ ذوالحجہ میں خلیفہ ہوئے اور ابن بلعم نے کوفہ میں آپ کو زخمی کیا، ۱۸ رمضان شریف سن ۳۷ھ جمعہ کی صبح کے بعد تین رات کے بعد انتقال فرمایا، امام حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا، آپ کی عمر ۳۷ سال مع اختلاف ہے، آپ کی خلافت چار سال ۹ ماہ کچھ دن تھی، آپ سے ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں میں متفق علیہ ہیں امام بخاری نے ۹ اور سلم نے پندرہ الگ الگ بیان کی ہیں (خلافتہ و اکمال)

از روئے تحقیق بعض اہل سیر واضح ہے کہ آپ کی نقیبیاں تھیں اور ان سے پندرہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں ہوئیں، اول انکے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، آپ کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا، آپ سے حضرت حسن حسین، محسن اولاد ذکور اور زینب رقیہ ام کلثوم اولاد اناث پیدا ہوئے رضی اللہ عنہم۔

محمد گل است و علی برگ گل ازاں گل بود فاطمہ بوئے گل
چوں عطرش برآمد حسین چون ازوشد معطر زمین و ز من

ام کلثوم کا نکاح عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطیب خاطر کر دیا جسکی تفصیل کتب اہل سنت و شیعہ میں موجود ہے، آپ نے از راہ محبت اپنی اولاد کے نام ابو بکر، عمر و عثمان رکھے جس سے ثابت ہے کہ آپ کو اصحاب ثلثہ سے دلی محبت تھی رضی اللہ عنہم

براہیں قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں بحوالہ فصل الخطاب مندرج ہے کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملائی ہوئے آپ نے تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ پل صراط سے وہی گذریگا جس کیلئے حضرت علی لکھ دیئے، حضرت علی نے مسکرا کر فرمایا کہ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ مجھ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پل صراط پر گذرنے کیلئے اسی شخص کو نوشتہ دو جو حضرت ابو بکر صدیق کو دوست رکھے۔ ص ۲۱۶

نیز تفریح اذ کیا میں بحوالہ فصل الخطاب ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے حضرت عمر کو ایک نوشتہ لکھ دیا، جبکہ اپنے فتح مدائن میں ایک ایک ہزار درم امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور پانصد درم اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے رَبِّمُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ هَذَا مَا ضَمَّنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاحِرٌ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ يَعْنِي حَضْرَتِ عَلِيِّ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَمَا ضَمَّنَ هُوَ، اور لکھے دیتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا تھا، کہ جبریل علیہ السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مجھے خبر دی کہ عمر بن خطاب چراغ اہل جنت ہیں۔ ص ۲۱۶ جلد دوم۔

حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ ما جاء لاحد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الجنة ائبل ما جاء لعلي ابن ابى طالب ثم علامه مجد الدين فيروز آبادي صاحب قاموس سفر السعادة میں فرماتے ہیں کہ در باب فضل علی ابن ابی طالب احادیث بیشمار وضع کردہ اند، شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة میں فرماتے ہیں کہ آپ کے فضائل میں بے شمار

حدیثیں مروی ہیں جن میں اکثر ایسی ہیں جو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں وارد ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو فرمایا، کہ سب خلفاء کے حق میں بکثرت احادیث وارد ہیں لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفوں نے اپنی شان میں تقصیر کی، تو علمائے ائمہ نے آپ کے فضائل کے اظہار میں بہت کوشش کر کے ہر طرح کے احادیث واردہ کو بیان کرنا شروع کیا، ان میں بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اِنَّا مِثِّيْ وَ اَنَا مِنْ عَلِيٍّ۔ یہ حدیث باطل ہے، کیونکہ اس کے اسناد میں حدیث شیعہ قلعہ ہوا ہے، جو اپنی روایات میں تہم ہے، جمہور نے اس کی تضعیف کی ہے، تحفہ اشاعرہ بحث امامت ص ۱۲۱ مطبوعہ نوکشمور ۱۳۲۵ھ و ۱۹۰۶ء۔ مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو امر دی اور وسات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھی تو فرمایا، اِنَّهُ مِثِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ جبرائیل علیہ السلام نے شکر فرمایا، اَنَا مِنْكُمْ کہتے ہیں غیب سے ایک آواز آئی، لافقی الاہلی لاسیف الاذوالفقار۔ صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اس طریق سے بعض کابریٹین اور اہل سیرت کتابوں میں لائے ہیں، لیکن ذہبی نے میزان الاعتدال میں راوی کی تضعیف اور تکذیب کی ہے، واللہ اعلم۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ هَذَا مِثِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ۔ (منہاج السنۃ ص ۱۱۱ جلد ۲ مستطاب بن تیمیہ مطبوعہ مصر)

(۲) اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ یہ حدیث بھی مطعون ہے، یحییٰ بن معین کہتے ہیں لَا اَصْلَ لَهُ اور امام بخاری کہتے ہیں اِنَّهُ مُنْكَرٌ وَّلَيْسَ لَهُ وَجْهٌ صَوِيْحٌ اور ترمذی کہتے ہیں اِنَّهُ مُنْكَرٌ غَرِيْبٌ۔ اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کہتے ہیں ہذا الحدیث لم یشتبوہ اور محی آل بن نووی اور حافظ شمس الدین بن ہی اور شیخ شمس الدین جزری کہتے ہیں کہ یہ موضوع ہے۔ تحفہ اشاعرہ ص ۱۱۲

ذہبی نے فرودس میں اس حدیث کو یوں بیان کیا ہے، اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ اَبُو بَكْرٍ اَسَاسُهَا وَ عُمَرُ جَبْطَانُهَا وَ عُمَانُ سَقْفُهَا وَ عَلِيٌّ بَابُهَا یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، میں علم کا شہر ہوں، اور ابو بکر اس کی بنیادیں ہیں، اور عمر اس کی دیواریں اور عثمان اس کا پھت اور علی اس کا دروازہ ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض علمائے اس حدیث کے لفظ علی کو ملتو سے بتایا یعنی میں علم کا شہر ہوں، اور اس کا دروازہ اوپنچا ہے، مگر یہ جواب شانہ ہے برابرین کا طعہ ترجمہ صحیح محمد ص ۱۱۱ مطبوعہ لاہور

(۳۳) اَنَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ - عالم نے اس حدیث کو اپنی صحیح مستند کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ سے روایت کر کے اس کی صحت کا حکم دیا حالانکہ بخاری و مسلم نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی، بعض نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور ذہبی نے تو اس کے وضعی ہونے کا حکم کیا، بالفرض اگر اس حدیث کو صحیح ہی تسلیم کر لیا جائے تو سیادت علی رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت رہگذر کے ہے، جیسا کہ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دور سے ظاہر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ فرمایا، اس سے صحابہ ثلاثہ پر سیادت علی کی لازم نہیں آتی۔ (براہین قاطعہ ص ۳۰ و مدارج النبوة جلد اول ص ۵۷)

(۳۴) ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں آرام فرما تھے کہ آپ پر نزول وحی ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، کیونکہ آپ کی خدمت سے فارغ ہونے تھے، کہ سورج مغرب ہو گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَلِيًّا فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَتِكَ رَسُوْلِكَ فَارْزُقْ عَلِيًّا الشَّمْسَ فَطَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ يَعْنِي اے اللہ اگر علی تیرے رسول اور تیرے رسول کی اطاعت میں ہے تو سورج کو پھیر دے، اسی وقت سورج ڈوبنے کے بعد طلوع ہوا، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے، اس حدیث کے متعلق قاضی عیاض نے شفا میں اور طحاوی نے فرمایا، کہ صحیح ہے، اور شیخ الاسلام ابو ذر غفاری کہتے ہیں کہ حدیث حسن ہے اور دیگر علماء نے انکی متابعت کی ہے، اور مثل ابن جوزی وغیرہ محدثین نے جنہوں نے اس حدیث کو منوعات میں لکھا، یہاں ان کا رد کیا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۲۱۵)

ایک روز آپ نے کوئی بات کی، ایک شخص نے آپکی تکذیب کی آپ نے فرمایا، اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو میں تیرے لئے بد دعا کرتا ہوں، اس نے کہا اچھا، اپنے اسی وقت بد دعا کی، تو وہ اپنی مجلس سے حرکت کرنے کے پیشتر ہی اندھا ہو گیا۔ (براہین قاطعہ ص ۲۱۹) افسوس کہ روافض نے باوجود دعویٰ محبت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکی ایک گھناونی تصویر لوگوں کے سامنے پیش کر کے آپکی سخت توہین کی، بلکہ انہوں نے تو غار جیونکو بھی مات کر دیا، کہ آپ سے صحابہ ثلاثہ نے خلافت چھین لی، حالانکہ آپ اول حقدا رضلافتی، ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح با عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں، اَقْلُ فَرِيحٍ غَصَبَتْ مِثْلًا، پہلا فرج ہے جو ہم سے چھین لیا گیا شرم! حضرت علی صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے وقت تبقہ کرتے رہے، حالانکہ بموجب الْوَلَدِ مِثْرًا لَا يَبِيْرُ كَيْفَا امام حسین رضی اللہ عنہ نے تبقہ کی جڑ کاٹ کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی، حقیقت میں یہ عبد اللہ بن عباس نافی یہودی کی گل افشائیاں ہیں، اللہ تعالیٰ انکو چشم بصیرت عطا فرما دے، آمین ثم آمین، زیادہ تفصیل مطولات مثل تحفہ

اشعا عشریہ و صواعق محرقہ سے معلوم کریں جن میں خلفاء اربعہ وغیرہ کا مفصل حال مع فضائل و مقترضین کے مسکت جوابات مندرج ہیں، اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

غزل

ہر یک چراغ و مسجد و محراب نبرست اور ایتقیں بجاں ز چہوداں خیرست عثمان زمزمست علی حج اکبرست عثمان شراب پاک علی شہد و شکرست عثمان قدح بدست علی حوض کوثرست عثمان شہسوار علی فتح لشکرست عثمان زبان ما و علی تاج بر سرست عثمان جیاشعار و علی گنج گوہرست	ایں چار یار چار ستون اندر دین ہر کس کہ ازین چہارے کے اخلاف کرد بو بکر بچو کعبہ عمر و طواف اوست بو بکر زنجبیل عسمر جوئے سلسبیل بو بکر چون بہشت عمر تخم عدل کشت بو بکر یار غار عسمر میر درہ دار بو بکر جان ما عسمر نور چشم ماست بو بکر با صفا و عسمر مرد بے ریا
--	--

رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

حروف تہجی کے شروع میں الف ہے اور آخر میں ی اسی طرح خلافت ہر چار یار کا بار ہے چنانچہ

کسی شاعر نے ہندی میں کہا ہے

ابوبکر کو سوسلی ایک جانب یثیبیہ واقعی تو جگہ بھی	الف اور یا ک طرح انکو جانو وہ اول خلیفہ کے اول میں آیا	خلافت کو کبھی بے با صفا الف اور ی نے یہ ترتیب پائی	کہ خصوصاً جنہیں ساری خدائی یہ آخر خلیفہ کے آخر میں آئی
---	---	---	---

رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

اسلئے چار یار کا بطریق معمرہ۔

یم جو جاری شدہ ابواب کہیم و جد اشوا ز سراب لیم تا شود ساکن دل ویران من یکے را دور کن تا بہشت ماند بہر تسکین دل بر بیان من گفتا مرا نگہ کن خوشید بر سر آمد	اگر ایم زمانے اوشکے کنم نذر پید شتر جو آنے چشم را ضم کن دہن را باز کن بنام یا من پنج حرف است چشم بکشا زلف بشکن جان من صبح بخواب بودم ناگاہ دلبر آمد
---	---

تواریخ وفات ہر چار یار کا ہر رضی اللہ عنہم وارضاه عنہا

سن وفات ابوبکر از احد برگیر	بکن شہادت فاروق یا احد نخر
-----------------------------	----------------------------

برائے وفات خلیفہ ثالث ندا بگوش من آمد لیسہ بکن تسطیر

صدائے غیب بگو شتم رسید کامی ناظم سن شہادت جیلہ زیم احمد گیر

اہل بیت اس لفظ کے معانی اور تفسیر میں چند اقوال اور اطلاقات ہیں کبھی اس کا اطلاق ان لوگوں ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے، اور وہ اولاد علی و جعفر و عقیل و عباس رضی اللہ عنہم ہیں اور کبھی بمعنی عام شامل اولاد ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی یہ لفظ مخصوص بہ فاطمہ و حسن و حسین و علی رضی اللہ عنہم کے کیا جاتا ہے بسبب زیادت فضل انکے اور موافقت اور تطبیق ان اقوال میں اس طور پر ہے کہ بیت بنی مکان تین قسم کے ہوتے ہیں بیت نسب و بیت ولادت و بیت سکنی پس اولاد عبدالمطلب ابن بیت نبوی اور ازواج مطہرات اہل بیت سکونت اور اولاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت ولادت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ آپ کی اور میں نہیں مگر معنی با اولاد بوسیلہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں۔ (مدارج النبوة۔

تفہیم الاذکیاء جلد ۲ ص ۳۱۶۔ رسالہ تحفۃ الاحباب فی مناقب الال والاصحاب ص ۶۷)

ترجمہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ سنائیں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے ان کے ذریعے سے مینہ دیا جاتا ہے اور ان سے اعدا پور مدد دی جاتی ہے اور ان کی برکت زمین والوں کی ببار دہوتی ہے یہی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان میں امت کی اگر وہ مرجائیں تو زمین خراب اور دنیا تباہ ہو جائے اور یہی ہے قول اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے تو زمین برباد ہو جاوے روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول کے جلد ۲۲۲ صفحہ ۲۶۳ میں۔

حدیث ۵ عَنْ یَزِيدِ بْنِ هَارُونَ قَالَ الْاَبْدَالُ هُمُ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ اِنْ لَمْ

يَكُونُوا اَصْحَابُ الْحَدِيثِ فَمَنْ هُمْ رِكَازُ الْمَوَاهِبِ

یزید بن ہارون سلمی واسطی ہیں آپ اللہ میں پیدا ہوئے ابن المدینی فرماتے ہیں کہ

میں نے ابن ہارون سے زیادہ حافظ کسی کو نہیں دیکھا، آپ حدیث کے بڑے عالم حافظ ثقہ زاہد تھے

آپ نے ایک جماعت کی روایت حدیث کی ہے اور آپ سے امام احمد حنبل اور علی مدینی وغیر ہمارا وی

ہیں آپ بغداد شریف میں تشریف لائے اور وہاں سے حدیث پر مہی پھر واسطہ کو مراجعت فرمائی

اور اسی جگہ ۲۱۶ ہجری میں انتقال فرمایا۔ (اکمال فی اسما الرجال)

احمد بن حنبل مروزی بغداد شریف میں ۲۴۱ھ میں پیدا ہوئے، اور ۲۴۱ھ ہجرت ۱۸۱ سال

کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ فقہ اور حدیث اور زہد اور وسع اور عبادت میں امام تھے آپ کے فضائل کثیر اور مناقب اور آثار مشہور ہیں، بقول ابو زرعه آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں، آپ کو خدا نے علم اولین و آخرین عطا فرمایا ہوا تھا، آپ قرآن پاک کو مخلوق کہنے میں مبتلا ہوئے، چنانچہ آپ کو کوٹے مارے گئے پہلے کوٹے مارنے سے آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ دوسرے پر فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تیسرے پر فرمایا الْقُرْآنُ کَلِمَ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ۔ جب چوتھا کوڑا مارا گیا، تو فرمایا لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا چنانچہ ۲۵ کوڑے مارے گئے اس اثنا میں آپ کا ازار بند کھل گیا، غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے آپ کا ازار بند باندھ دیا۔ (المال وغیرہ)

ف ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے غیر مخلوق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں قرآن مجید کا ۵۴ جگہ ذکر کیا ہے، مگر کسی جگہ لفظ خلق سے نہیں اور انسان کا ذکر اس سے ۱۴ یعنی اٹھارہ جگہ ہے، اور ہر جگہ لفظ خلق سے مخصوص ہے، اور ان دونوں کا ذکر الگ الگ بیان فرمایا، چنانچہ سورہ الرحمن میں ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۰ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۰ رحمن نے سکھایا قرآن پیدا کیا انسان کو اور اس کو بیان سکھایا (حیوۃ الحيوان للدمیری.... شافعی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۵۸)

مواہب۔ مواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ تالیف خاتمہ المحققین و خلاصۃ المدققین فرید دھرو وجید عصر مفید الطالبین شہاب الملۃ والیدین احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی۔ ترجمہ۔ نذیر بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ابابال اہل علم ہیں، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر اصحاب حدیث نہیں ہیں تو اور فہ کون ہیں، اسی طرح مواہب میں ہے:

دوسرا باب اس بیان میں کہ ابابال کحل قلب براہیم علیہ السلام پر ہیں

صَلَوَابِ اللّٰهِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلِیْهِ مَا تَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ وَسَبَّحَ فِي السَّمَاۗءِ الْقَمْرَانَ وَسَبَّحَتْ فِي جَوْفِ الْمَاءِ الْجَمِیْنَانَ یعنی درو و انہی ہمارے نبی پر اور براہیم علیہ السلام پر بقدر آگ پچھے آنے شب روز اور بقدر میر سوج چاند کے آسمان میں اور بقدر تسبیح پھیلیوں کے پانی میں۔

حدیث (۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِيْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدْفَعُ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَقَالُ لَهُمْ اَلْاَبْدَالُ اِنَّهُمْ لَمُنْذَرُوْهَا صَلَوٰةٌ

وَلَا يَصُومُ وَلَا يَصَدَقَةَ قَالَ فِيمَ أَدْرَاكُوهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِالسُّخَاءِ وَالنَّصِيحَةِ لِلْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ أَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ

ابن مسعود وہ عبدالشہ بن مسعود بن غافل ہیں آپ کی کنیت ابو عبدالرحمن ہندی ہے ابناہ اسلام میں آپ کا سڈم لانا قدیمی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دارالرقم میں داخل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے ذرا بیشتر اسلام لانے بقول بعض وہ اسلام لانے میں چھٹے صاحب ہیں آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے تھے اور محرم راز اور سفر میں آپ کے ہمراہ مسواک اور نعلیں مبارک اور وضو کا پانی آپ کے ہی سپرد ہوتا۔ آپ نے حبشہ کو ہجرت کی تھی اور جنگ بدر اور یابعد میں موجود تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی خوشخبری دی اور فرمایا میں اپنی امت کے لئے خوش ہوں جس چیز سے ابن مسعود رضی اللہ عنہما خوش ہیں اور میں اس چیز سے ناخوش ہوں جس سے ابن مسعود ناخوش ہیں، آپ خاموشی اور بدیہ وغیرہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاہ تھے اور آپ کا جسم دبلا پتلا تھا اور سخت گندم گون تھے اور قد مبارک کوتاہ تھا چنانچہ لمبا آدمی بیٹھتا تو آپ کا قد ان کے برابر ہوتا۔ ۳۳ میں انتقال فرمایا، اور آپ کی عمر کچھ اوپر ساٹھ سال تھی آپ سے آٹھ سو اٹھتالیس حدیثیں مروی ہیں چونسٹھ متفق علیہ ہیں اور امام بخاری نے اکیس اور امام مسلم نے پچیس الگ الگ بیان فرمائی ہیں آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ستر سو تیس سیکھی ہیں اور آپ کا مزار مبارک جنت البقیع میں ہے رضی اللہ عنہ وارضاه عنہما اکمال فی اسرار الرجال مع حواشی مولانا احمد حسن صاحب مرحوم

ابو نعیم آپ کا نام و نسب احمد بن عبدالشہ بن احمد بن اسحق بن موسیٰ بن داؤد بن ہریر بن صوفی ہے آپ ۳۳ھ میں پیدا ہوئے چھ سال کی عمر میں آپ کو مشائخ عمدہ نے اجازت حدیث بطور تبرک عطا فرمائی اس خصوصیت میں آپ کتنا ہیں جب جوان ہوئے تو اجماع مشائخ کثیر سے حدیث حاصل کی اور وہ تخم جو طفلی کی حالت میں انکی زمین استعداد میں ڈالا گیا تھا بار آور ہوا جب مرتبہ شیخوخت افادہ کو پہنچے تو حفاظ فن حدیث آپ سے استفادہ کیلئے جوق در جوق آئے لگے اور آپ سے فیضان حاصل کرنے لگے چنانچہ بڑے بڑے محدثین کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے، خطیب ہندی آپ کے اخص تلامذہ سے ہیں صبح سے ظہر تک آپ کا درس حدیث جاری رہتا، جب مجلس سے فارغ ہو کر گھر کو جاتے تو راہ میں بھی لوگ آپ سے استفادہ کرتے آپ ہرگز طول اور تنگ دل نہ ہوتے، علم حدیث کے شغل میں آپ یہاں تک منہمک تھے کہ آپ کی غذا سوائے اسماع حدیث اور تصنیف کے اور نہ تھی آپ کے

اجداد میں اقل بہر ان مشرف باسلام ہوئے، اور وہ عبدالشہین معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے، آپ کی تصانیف بہت ہیں، ان میں مشہور یہ ہیں، کتاب معرفۃ الصحابہ وعلیہ لآل النبوة مستخرج علی البخاری وسلم، تاریخ اصفہان، صفحۃ الجنۃ، کتاب الطب وفضائل الصحابہ وکتاب المعتقدہ اور رسائل مختصرہ بھی ہیں، اٹھ محرم الحرام ۱۲۳۶ھ جو پندرہ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (بستان المحدثین) حلیہ۔ آپ کے تصانیف نو اور سے علیۃ الاولیاء ہے، اس کی نظیر اسلام میں تصنیف نہیں ہوئی اور آپ کے عین حیات میں آپ کے سامنے ہی اس کی اس قدر شہرت اور رواج ہوا، کہ شہر نیشاپور میں چار سو دینار کو خریدی گئی۔ (بستان المحدثین)

مواہب تصنیف شہاب الدین احمد ابو بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن حسین قسطلانی مصری شافعی کی ہے، آپ کی ولادت ۱۲ ذی قعدہ ۱۱۵۸ھ کو شہر مصر میں ہوئی، آپ ابتدا نشوونما میں علم قرأت میں مشغول ہوئے، اور ہفت قرأت حفظ کر لیں، بعد ازاں فن دیگر میں صحیح بخاری پانچ مجلس میں احمد بن عبدالقادر ساوی کو سنائی، اور جامع عمری میں درس اور وعظ کا آغاز کیا، ایک جہاں آپ کے وعظ کو جمع ہوتا، آپ اس فن میں بے نظیر تھے، مدت دراز کے بعد آپ کو تصانیف کا شوق پیدا ہوا۔ اور تصانیف مقبولہ آپ کی یادگار باقی رہیں، ان سب بڑی کتاب ارشاد الساری مشہور بہ قسطلانی ہے، جس میں آپ نے فتح الباری اور کرمانی کا اختصار کیا ہے۔ اور مواہب اللذیہ اپنے فن میں بیحد کتاب ہے، عقود السنیہ ولفائف اشارات فی عشر القرات وکتاب الکفر فی وقف حمزہ و شام علی الہمزہ وشرح شاطبیہ شرح قصیدہ بردہ مسمی بر انوار معنیہ، القادیس الانفاس، روض الزواہر فی مناقب شیخ عبدالرضی اللہ تعالیٰ عنہ تحفہ السامع والقاری، نختہ صحیح البخاری بھی ہیں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے شکایت ہے، کہ اپنے اپنی کتاب مواہب اللذیہ میں میری کتابوں سے بغیر میرے اعلام کے استناد کی ہے، نقل میں یہ ایک قسم کی خیانت ہے، اور ایک طرح سے کتمان حق بھی ہے، چنانچہ آپ نے دور دراز کا سفر مصر پا پیادہ طے کر کے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے در وعلت پر ننگے سر اور ننگے پاؤں حاضر ہو کر معافی لی، شب جمعہ ہفتہ محرم ۱۲۳۳ھ ہجری قاہرہ مصر میں انتقال فرمایا، اور بعد نماز جمعہ جامع میں آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی، اور مدرسہ غیبیہ میں جو آپ کے گھر کے قریب تھا، دفن کئے گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بستان المحدثین)

نثر مجملہ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ چالیس آدمی میری امت سے رہیں گے جو ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہیں

ان کی برکت سے اہل زمین سے بلائیں روز ہوتی ہیں ان کو ابدال کہتے ہیں انہوں نے اس بات کو فرمایا
روزہ صدقات سے نہیں حاصل کیا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز سے یہ خوبی
حاصل کی بفرمایا سخاوت اور اہل اسلام کی خیر خواہی سے حاصل کی روایت کیا اس حدیث کو ابو نعیم
اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں اسی طرح مواہب اللدنیہ میں ہے ضحاک جلد اول مطبع شرقیہ مصر

حدیث (۷) مروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہ
قال یكون فی هذه الامۃ رجال قلوبہم علی قلب ابراہیم و محمد علیہما السلام
فان ابراہیم خلیل اللہ و محمد احببہ نرواہ الحکیم فی النوادر مروی عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہ قال یكون فی هذه الامۃ قلوب علی
قلب ابراہیم و محمد صنف من البدایہ نرواہ الحکیم فی النوادر

ترجمہ :- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی گئی ہے آپ نے فرمایا اس امت
میں کچھ لوگ ہونگے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر ہونگے اور
بیشک ابراہیم اللہ کے خلیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حبیب ہیں روایت کیا اس حدیث کو
حکیم ترمذی نے نوادر میں - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے
فرمایا اس امت میں کچھ دل ہونگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر اور وہ ابدال کی ایک صنف (رواہ الحکیم)
حدیث (۸) عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
انہ قال یكون فی هذه الامۃ ثلاثون رجلاً قلوبہم علی قلب
ابراہیم خلیل الرحمن کلمات رجل منہم ابدال اللہ مکانہ رجلاً نرواہ
احمد ورواہ الحکیم فی النوادر باختلاف بسیر

عبادہ بن صامت اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب مذہب اور حکیم ترمذی و نوادر کا حال
پہلے بیان ہو چکا ہے، ملاحظہ کریں -

ترجمہ :- عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا، انہوں نے کہ فرمایا رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابدال اس امت میں تیس آدمی ہیں ان کے دل ابراہیم علی
نبینا وعلیہ السلام کے دل پر ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ اور بدل
دیتا ہے روایت کیا اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں اختلاف بسیر سے

حدیث (۹) مروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہ

قَالَ يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قُلُوبٌ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ وَهُمْ صِنْفٌ مِنَ الْبُدَاةِ
رَوَاهُ الْحَكِيمُ فِي التَّوَادِعِ -

ترجمہ :- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اس امت میں کچھ دل ہونگے اوپر دل ابراہیم علیہ السلام کے اور وہ ابدال کی ایک قسم ہے۔ روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں -

تیسرا باب - ابدال کا قیام زمین میں کس جگہ ہے

حدیث (۱۰) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ الْأَبْدَالُ فِي أَهْلِ الشَّامِ بِهِمْ يُنْصَرُونَ وَبِهِمْ يُرْزَقُونَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ
عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ شَجْعِي شَامِي هُوَ جَنَاحٌ فِي حَاضِرَتِهِ أَوْرَانُ كَيْفَ عِلْمٌ تَحَارُّقَ
مَكْرَمَةَ كَيْفَ دُنْ بَطْنِ بَهَادِرِوْنَ سَعَى نَحَى سَعَى بَحْرِي فِي انْتِقَالِ فَرَمَايَا، آفِ سَعَى جَمَاعَتِ سَعَى
اور تابعین نے روایت کی ہے۔

شام - عرب کے شمال اور مصر کے مشرق میں ایک ملک ہے جس میں دمشق، حلب وغیرہ بڑے شہر ہیں، لغات فیروزی ص ۱۱۱ تفصیل حدیث ۱۸ کی شرح میں آتی ہے۔
طبرانی کا حال حدیث اول کی شرح میں گزر چکا ہے مگر ضرورت نہیں۔

ترجمہ :- عوف بن مالک شجعی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال اہل شام میں انہیں سے مدد دی جاتی ہے اور انہیں کی برکت سے لوگوں کو روزی دی جاتی ہے، روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے۔

حدیث (۱۱) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ الْأَبْدَالُ بِالشَّامِ وَهُمْ أُرْبَعُونَ رَجُلًا كَلَّمَ مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْتَقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمُ الْعَدَاةُ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَدَاةُ رَوَاهُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ

ترجمہ :- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ابدال شامیوں کو آدھی میں جب ان کے کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے ان کی برکت سے باران رحمت اٹلی جاتی ہے اور

دشمنوں پر ان سے مدد دی جاتی ہے اور شام والوں سے ان کے ذریعے سے بلائیں دور کی جاتی ہیں
روایت کیا اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے

حدیث (۱۲) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابُهُ
وَسَلَّمُوا لَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ فَإِنَّ فِيهِمُ الْآبِدَالَ - رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ -

لا تسبوا - سب - اشم شام وادون، گالی دینا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنے شخص کے حق میں جو بغیر کسی تاویل کے مسلمان کو گالی دیوے بطور تغلیظ ارشاد فرمایا ہے
سَبَبُ الْمُسْلِمِ فَسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ - مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا قتل کفر ہے
یہ دونوں حدیث میں آیا ہے - مِنْ أَكْبَرِ الْكِبَائِرِ أَنْ يُسَبَّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ وَكَيْفَ
يُسَبُّ وَالِدَيْهِ قَالَ يُسَبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيُسَبُّ أَبَاهُ وَأُمُّهُ كَبِيرَةٌ كُنَّا هُنَا مِنْ
كُوَيْلٍ تَغْسِبُ بِهَا بَابَ كُوَيْلٍ دَعَى عَرَضٌ كَيْفَ يَكُونُ كَيْفَ يَكُونُ فَمَا يَكُونُ كَيْفَ
كُوَيْلٍ تَغْسِبُ كَالِي دِيْنَا هِيَ تُوُوهُ اس كے ماں باپ کو گالی دیتا ہے (نہایہ جزری) انشت شہادت
کو جس سبب اس لئے ایم جاہلیت میں کہتے تھے کہ گالی دیتے وقت اس سے اشارہ کرتے تھے مفردات غیب

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وآلہ وسلم نے اہل شام کو گالی نہ دو بے شک ان میں ابائل ہیں روایت کیا اس کو طبرانی نے وسط میں

حدیث (۱۳) اَوْ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَدَلَكُمْ مَتَى أَرْبَعُونَ رَجُلًا اثْنَانِ وَعِشْرُونَ بِالشَّامِ وَ
ثَمَانِيَةَ عَشْرًا بِالْعِرَاقِ كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ وَاحِدٌ أَبَدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ آخَرًا فَإِذَا جَاءَ
الْأَمْرُ فَيُضَوِّرُوا رَوَاهُ سَوْسَنُ الرِّيَّاحِيْنَ فِي حِكَايَاتِ الصَّالِحِيْنَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْأُمَّةِ
وَرَوَاهُ الْحَكِيمُ فِي النُّوَادِرِ بِمَوْقُوفًا وَرَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ -

انس بن مالک بن نضر بن نمنعم بن زید بن حرام خزرجی انصاری خادم رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہیں آپ کی کنیت ابو حمزہ ہے والدہ ماجدہ کا نام ام سلمہ بنت مہمان ہے جب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی حضرت

سہ مولا عبدی مکنوی نے تقریباً یہی آپ کی والدہ کا نام ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکھا ہے اور بروایت طبرانی
بتایا ہے کہ آپ کی پشت سے ۱۲۵ نفس ملا وہ پوتوں کے دفن کئے گئے اور آپ کی زمین کے بلوغ سال میں دو دفعہ پھلتے
چھوڑی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اَللّٰهُمَّ التَّرْمَالَةَ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ فِيهِ كَمَا اَثَرْتَهَا - منہ سلمہ ربہ ۱۳ -

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لہرہ کو تشریف لے گئے، تاکہ لوگ آپ سے فقہ سیکھیں اور صحابہ کرام سے جن کا لہرہ میں انتقال ہوا سب سے اخیر آپ ہی ۹۱ھ میں ایک سو تین یا ننانویں سال کی عمر میں انتقال کو تشریف لے گئے، ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ بقول صحیح آپ کی اولاد ایک سو تھی اور بعض نے ۸۰۰ اٹھتر ذکر اور دو اناث بیان کی ہے یہ قول اہل تاریخ کا ہے اور مشہور صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی اولاد ایک سو بیس سے بھی زیادہ تھی بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیلئے مقرر کیا، چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں سال کی اور جب حضور کا انتقال ہوا، تو اس وقت میری عمر بیس سال تھی، خلائصہ میں ہے کہ آپ سے ایک ہزار دو سو چھیالیس حدیثیں مروی ہیں، ایک سو اڑھتھ متفق علیہ ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تراویح اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اکثرت فرداً فرداً بیان فرمائی ہیں، آپ کے بے شمار مخلوق نے احادیث پاک کو روایت کیا ہے۔

دکمال معہ حواشی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و مال و اولاد میں برکت کرے چنانچہ آپ کی عمر اور اولاد سو سے زیادہ تھی اور آپ کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا تھا، سبحان اللہ۔

مالک کونین ہیں پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہان کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں
یہ اسی دعا کا اثر ہے۔
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عراق۔ لغت میں عراق کے معنی کنارہ دریا کے ہیں، مجازاً وہ ملک جو دریائے جیحون اور دریائے دجلہ و فرات کے کناروں پر واقع ہیں جو ملک دریائے جیحون کے کنارہ پر ہے، وہ عراق عجم کے نام سے نامزد ہے، خراسان و صغمان وغیرہ اسی میں داخل ہیں اور جو ملک کنارہ دریائے دجلہ و فرات پر واقع ہے اسے عراق عرب کہتے ہیں، بغداد بھی اسی میں شامل ہے، عراق ایک مقام موسیقی کا بھی نام ہے جسے بوقت چاشت گاتے ہیں، (لغات فیروزی ۲۳۷)

روض الریاحین کی حکایات الصالحین تالیف شیخ امام عقیق الدین ابی محمد عبداللہ بن سعدی شامی
سنی تریل جرین شریفین ابی غوث الاعظم صلی اللہ عنہ کی اولاد میں ۶۷۰ھ کو ماہان میں پیدا ہوئے اور اس کتاب کو مسجد حرام
میں کعبہ مکرمہ کے سامنے پیچھے کر تعین کیا جمعہ دن مارچ ۱۹۵۲ء میں اس سے فراغت ہوئی اس کتاب کو رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضہ مطہرہ مجمع بحاب میں منکر پسند فرمایا جسکی بشارت کئی اولیا موفیاء قریب بعد نے
مستغف کو دی آپ ۶۷۰ھ یا ۶۷۱ھ میں فوت ہوئے اور صفتہ المعلیٰ میں دارالکتاب میں عیاض میں فون ہیں (الطین
۶۷۰ھ مری وکفۃ الابراہیم بڈل ششم ۶۷۰ھ بحوالہ سفینۃ الاولیاء ووفیات)

موقوف، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کو حدیث کہتے ہیں

جس کی انتہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم تک ہو، اس کو مرفوع اور جس کی صحابی تک ہو اس کو موقوف اور جس کی تابعی تک ہو اس کو مقطوع کہتے ہیں۔

ابن عدی - ابو احمد عبد اللہ بن محمد المعروف بابن عدی جرجانی المتوفی ۳۶۵ھ حمزہ ^{بہمی} رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی محدث کو سوال کیا کہ آپ ایک کتاب تصنیف کریں جس میں احادیث کے ضعیف راویوں کا حال ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پاس ابن عدی کی کتاب نہیں وہ ثقہ ہے ذہبی کہتے ہیں کہ آپ عربی کے عارف نہیں تھے لیکن علل الرجال کے حافظ تھے۔

کامل - فی معرفۃ الضعفاء والمتروکین ساٹھ اجزاء کی جرح والتعدیل میں کامل کتاب ہے ائمہ حدیث کو اس کتاب پر اعتماد ہے، نام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ کتاب اسم باسمی ہے، اسی کتاب پر حکام محکم نے فیصلہ کیا ہے، اور جو کچھ اس کتاب میں کہا گیا ہے اس پر متقدمین اور متاخرین راضی و خوش ہیں، اور اسی کتاب پر ایک ذیل کبیر شیخ ابوالعباس احمد بن محمد فرج بنانی اشبیلی المعروف بابن الرومیہ متوفی ۶۳۷ھ نے لکھا ہے، جس کو الحافل فی تکرار الکامل کہتے ہیں، اور اس کا ایک مختصر بھی بنایا گیا ہے، کشف الظنون صفحہ ۲۹ نمبر کتاب غلط ۹۷۲

ترجمہ ۱ - انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے فرمایا میری امت کے ابدال چالین ہیں، بائیس شام میں، اور اٹھارہ عراق میں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے، تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا مقرر فرمادیتا ہے، جب امر قیامت آئیگا، تو وہ سب قبض کئے جائیں گے۔ روایت کیا اس حدیث کو روض الریاحین فی حکایات الصالحین میں (صفحہ ۸) ائمہ کی ایک جماعت سے اور روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نواد الوصول میں موقوفاً (صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر) اور روایت کیا اس کو ابن عدی نے کامل میں۔

حدیث ۱۱۴۲ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال البدلاء بالشام و الجبأ بمصر و العصائب بالعراق و النقباء بمصر اسان و الاوتاد بسائر الارض و الحضر علیہ السلاہ سبتد القوم را و الا فی روض الریاحین۔

مصر - شہر افریقہ کے شمال مشرق میں ایک ملک ہے، شہر مصر اسی میں ہے جسے القاہرہ کہتے ہیں خدیو وہیں رہتا ہے، اور علاوہ اس کے اسکندریہ، دیبلا، روزطہ، سویز، پورٹ سفید وغیرہ شہر بھی ہیں، تیزی تلوار روپیوں کے بیچ کی حد۔ رفات فیروزی

عصائب - جمع عصابہ اس سے چالین تک آدمیوں کی جماعت کا نام ہے جس کا واحد لفظی

نہیں ہے، یا جماعت زیادہ۔ اولیاء اللہ کا نام ہے اور ان کا عراق میں جمع ہونا حرب کے واسطے ہے (نہایہ جزری)۔
 نقباء جمع نقیب، قوم کی خبریں، اور ان کے حال کی تفتیش کرنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و
 صحابہ وسلم نے لیلۃ العقبہ میں ان صحابہ کو جنہوں نے آپ کے ساتھ بیعت کی تھی، ایک ایک جماعت پر مقرر کیا
 تھا، تاکہ ان کو مسلمان بنائیں، اور انکی شرائط کو معلوم کریں، اور وہ بارہ نقیب تھے، اور سب انصار کی
 جماعت سے تھے، (نہایہ جزری)۔ مونس علیہ السلام کے نقیب بھی بارہ ہی تھے، اور کلام الہی وبعثنا
 مِنْهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا میں اسی کی طرف اشارہ ہے (یعنی ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بھیجے)۔

خراسان مشرقی ملک ایران کے مشرق اور افغانستان کے مغرب میں ایک ملک ہے جس میں ہرات

اور مشہد بڑے شہر ہیں، ایک پردہ موسیقی کا بھی نام ہے۔ (فیروزی)

خصص۔ ایک غمگین یا دلی اللہ کا نام ہے، قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت بفتح خا و ک ضا
 ہے، و کسر خا و سکون ضا بھی ہے اور اسم مبارک ان کا بلیا بن بلکان ابن فایع ابن عامر ابن صالح بن
 ارغشدا بن سام ابن فوح ہے، کنیت ابو العباس لقب خصص ہے، اور وجہ لقب خصص ہونے کی محققین نے
 یوں بیان فرمائی ہے کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے، وہاں سبزہ اگتا تھا، چنانچہ حضرت مجاہد سے
 روایت ہے کہ حضرت خصص جہاں نماز میں مشغول ہوتے تو جائے سجدہ اور اطراف حصیر چٹائی، میں سبزہ اگتا تھا
 اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّمَا سَمِعُوْ
 حَضِرًا كَلِمَةً جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بِيضَاءٍ فَاذَاهِيَ تَهْتَدُ مِنْ خَلْفِهِ خُصْرًا عَمَّ الْهَزْرَةَ اِهْ الْبَغْدَادِ
 مظاہر حق ص ۱۳۳ فی باب بدء الخلق و ذکر الابدیاء، یعنی خصص بیٹھے تھے سفید پر اور اسی وقت ان کے
 نیچے سبزہ اگا۔ آنجناب نیک خلق و جو نمود و مشفق تمام خلایق کے ہیں اور جو دو عطا میں بے نظیر ایشیا
 آپ کی عادت ہے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی عوہ میں لکھتے ہیں کہ دس اصحاب حضرت خصص کے ساتھ رہتے
 ہیں، اور اکثر مصاحب ابدال و قطب کے رہتے ہیں، حافظ ابن حجر و سخاوی و قسطلانی و جمہور علماء و
 حضرات صوفیہ صاف بہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خصص علیہ السلام اب تک بقیہ حیات میں، اور یہ مثل
 آفتاب روشن ہے، مگر اکثر محدثین مثل بخاری و ابن مبارک و ابن جوزی حیات حضرت علیہ السلام کا انکار
 کرتے ہیں، اور دلیل ان کی ایک حدیث ہے جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب رحلت فرمایا
 کہ ہر ایک جہاں دار جو روئے زمین پر ہے، بعد نبو برس کے زندہ رہے گا، لیکن اس حدیث میں اہل تحقیق
 فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت خصص علیہ السلام دنیا میں فرض کئے گئے تھے، نہ زمین پر اور ارشاد رسالتاب
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردم روئے زمین کے واسطے تھا، نہ اوروں کے واسطے، ملاقات حضرت خصص علیہ

شام میں اور نجار مصر میں اور عصاب عراق میں اور نقباء خراسان میں اور اتاد باقی زمین میں اور حضرت خضر علیہ السلام سب قوم کے سردار ہیں، روایت کیا اس کو روض الریاضین میں صفحہ ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ ہجرت مقدس نبوی، و نیز مطبوعہ ۱۳۲۲ھ ص ۸

حدیث (۱۵) عَنْ حَدِيفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ الْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُونَ ثَلَاثُونَ رَجُلًا عَلَى مِنْهَاجِ اِبْرَاهِيمَ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَهُ اللهُ تَعَالَى مَكَانَهُ اٰخَرًا الْعَصْبُ بِالْعِرَاقِ اَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَهُ اللهُ مَكَانَهُ اٰخَرًا عِشْرُونَ مِنْهُمْ وَعَلَى اجْتِهَادِ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ قَدَاؤُتُوا مَزَامِيرًا لِدَاوُدَ وَالْعَصْبُ رِجَالٌ يُشَبِّهُونَ الْاَبْدَالَ رَوَاهُ الْمُحْكِمُ فِي التَّوَارِخِ

حذیفہ بن الیمان - آپ کا اسم شریف حسیل ہے، اور یمان ان کا لقب ہے، اور کنیت ابو عبید اللہ عیسیٰ ہے، آپ مع اپنے والد کے اسلام لائے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کی اور جنگ احد میں حاضر ہوئے، اور وہاں آپ کے باپ کو مسلمانوں نے خطا شہید کر دیا، اپنے باپ کا خون مسلمانوں کو بخش دیا، اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی اسلام لائیں، اور ہجرت کی، جیسا کہ ترمذی نے مناقب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں روایت کیا، زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہمدان ارسی، و جبوز آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوئے، اور فتح جزیرہ میں بھی آپ حاضر ہوئے، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مدائن کا والی بنایا، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو علم ماکان وما یکون قیامت تک کا بتا دیا، مقدمہ ہدیہ بحوالہ تہذیب، آپ محرم راز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، آپ سے عمر فاروق اور علی المرتضیٰ اور ابو الورداء، وغیر ہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین نے روایت کی ہے، ۳۵ھ یا ۳۶ھ چالیس رات بعد شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مدائن میں انتقال فرمایا، اور وہیں ان کا مرقد مبارک ہے، (المکالم فی احوال الرجال) منهاج - راہ راست و نشادہ، صراط مستقیم -

اجتہاد - کوشش کرنا، دل سے سوچ کر ایک بات نکالنی، قرآن و حدیث اور اجماع پر قیاس کر کے شرعی مسائل کا استنباط کرنا - (لغات فیروزی)

عیسے علیہ السلام - معرب یسوع سریانی لفظ ہے، شہرہ پیغمبر علیہ السلام کا نام ہے جن کا سن عیسوی جاری ہے، آپ بیت اللحم میں جو بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں ہے پیدا ہوئے بڑے درجہ کے نبی اور مقبول بارگاہِ خداستے، کتاب انجیل مقدس اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ہجرت

ہوئی تھی، مردہ کو زندہ کرنا، مٹی کا پزندہ بنا کر اس میں روح ڈالنا، اندھوں اور جذامیوں کو شفا بخشنا پانی پر چلنا وغیرہ خدا تعالیٰ کی طرف سے، نہیں معجزات عطا ہوئے تھے، اور چونکہ حکم خالق کو نبی حضرت مریم علیہ السلام کے بطن مبارک سے بے پردہ پیدا ہوئے تھے اس لئے ان کا لقب روح اللہ تھا، یہودی ان کے سخت دشمن اور جان کے درپے ہو گئے تھے، اس واسطے قادر مطلق نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھایا۔ قیامت کے دن پھر نزول فرمائینگے۔ (فیروز)

فـ آپ دنیا اور آخرت میں بڑے آبرو والے ہیں کلام الہی میں وَجِیہًا فِی الدِّنِّیَا
وَ الْآخِرَةِ اسی طرف اشارہ ہے آپ کی والدہ ماجدہ کونہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وَأُمَّهُ صِدِّیقَةٌ
ذمایا ہے جو انکی کسی قسم کی توہین کرے، وہ خارج از اسلام ہے، آپ قیامت سے پیشتر میں پر شریف
لا اریٰ عدل و انصاف سے پڑ کر دیں گے اور نکاح کریں گے اور اولاد پیدا ہوگی، پھر انتقال فرما کر محل
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کے پاس رونہ شریف میں دفن ہوئے، چنانچہ رونہ اقدس میں جو تھے
مغربہ شریف کی جگہ موجود ہے جو شخص یہ کہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں، اور ان کی قبر وجود حاصل جوڑا
ہے اس کو یسوع آصف بنا کر کہے، کشمیر میں ہے، وہ دجال کذاب ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو
ایسے نادبانی لوگوں کے کیوڑو جہائل سے بچائے جو قادیان اور لاہور وغیرہ میں خاص طور پر لگانے
گئے ہیں ابیہ راویہ کی شان الرفع و اعلیٰ ہے ۵

کجا جب ہی کجا دجال نا پاک چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہزارہیں جمع مزار، گانے کا آلہ نے، بانسری، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم
نے ایک صحابی کی قرأت سن کر سے فرمایا، کہ مزامیر داؤد علیہ السلام سے ایک مزار دیا گیا ہے گویا
اس کی اچھی آواز اور شریعی نعمات کو داؤد علیہ السلام کے آواز کے ساتھ تشبیہ دی، خوش آوازی
اور سخن آپ پر ختم تھی، وہ تفریح الاذکیاء میں ہے، کہ جب داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے تھے تو دیا
کا پانی ٹھہر جاتا تھا، اور دوش و طیوز جمع ہو کر گھیر لیتے تھے، اور درختوں کے پتے زرد ہو جاتے
تھے، اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ آپ شتر طح سے زبور پڑھتے تھے، ہمارے حضرت کے اصحاب میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
ہنایت خوش آواز تھے، جن کا اوپر ذکر ہوا ہے، اس حدیث سے خوش آوازی کی بڑی تعریف نکلی ہے
حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت خدا داد ہے، جس کو اللہ تعالیٰ دے، اس کو نفویات میں صرف نہ کرے، بلکہ خدا
کا کلام اس سے پڑھے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریفیں الحان سے کہا کرے، حکما کہتے ہیں کہ

تمام مزامیر و اوتار و نعمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہیں، کلام الہی میں وَ لَقَدْ
 اتَيْنَا دَاوُدَ مِثْقَالَ حَبِّ خَيْرٍ فِي سَاعَةِ عَصَاةٍ مِنْ دَاوُدَی کی طرف اشارہ ہے، مشارق الانوار، نہایت جزری وغیرہ،
 ترجمہ:۔ حذیف بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابدال شام میں چالیس^{۱۴} ہیں، ان میں سے
 تیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہاج پر ہیں، جب کوئی انتقال فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ
 دوسرا مقرر فرمادیتا ہے، اور عصب عراق میں چالیس آدمی ہیں، جب ان سے کوئی مرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ
 اس کی جگہ دوسرے کو بدل دیتا ہے، ان سے بیس اور اجتہاد عیسے علیہ السلام کے ہیں، اور ان بیس کو
 داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی دی گئی ہے، اور عصب ابدال کے مانند اولیاء اللہ کی ایک جماعت
 کو کہتے ہیں، روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں،

حدیث (۱۶) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ الْإِبْدَالُ أَرْبَعُونَ
 رَجُلًا كَلِمَاتٍ فَاحِدٌ مِنْهُمْ بَدَّلَ آخَرَ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا تَوَاكَلْتُمْ
 إِتْنَانِ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ بِالشَّامِ وَتَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ (رواۃ الحاکم فی النوادر)
 ترجمہ:۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ابدال چالیس ہیں، جب ان میں سے کوئی انتقال فرماتا
 ہے، تو دوسرا بدلا جاتا ہے، جب قیامت کا روز ہوگا، سب وفات پا جائیں گے، بائیس شام کے
 ملک میں ہیں، اور اٹھارہ ملک عراق میں۔ (روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الوصول میں)

پوتھا باب

ابدال کی علامتوں میں جن سے پہچانے جاتے اور معلوم ہوتے ہیں

حدیث (۱۷) عَنْ بَكْرِ بْنِ خَنْبَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ عَلَامَةٌ أَبْدَالِ أُمَّتِي إِلَهُمْ لَا يَلْعَنُونَ شَيْئًا أَبَدًا (رواۃ ابن ابی
 الدنيا فی کتاب الأقبالیہ)

بکر بن خنبس۔ کوئی عابد نزیل بغداد ہیں، ابن معین انکو لیس شیئی فرماتے ہیں اور مرہ
 کہتے ہیں، کہ شیخ صلح لابس یہ اور ابو عاتم فرماتے ہیں صالح جدائیس بالقوی۔ ان کی ایک حدیث
 ہے، جو انس رضی اللہ عنہ سے بلوی ہیں مَنْ إِيْتَمَ بِجَوْهَةٍ أَخِيْبَةٍ فَأَطْعَمَهَا حَتَّى يَشْبَعَهَا وَ
 سَقَاهَا حَتَّى يَبْذُوبَ وَجْهَتُهَا الْجَنَّةُ یعنی جو شخص اپنے بھائی کی بھوک سے ٹھگین ہو کر کوشش

سے اس کو پیٹ بھر کر کھلانے پلانے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے دوسری حدیث بطریق حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رات کے قیام کو لازم پکڑو، بیشک پہلے صاحبین کی عادت ہے اور گناہوں سے روکنے والا اور سیئات کا مٹانے والا اور جسم سے بیماری کو دور کرنے والا ہے، ہذا حدیث حسن غریب قال ت غالباً ترمذی مراد ہیں، میزان الاعتدال (۱۱۴۸ ت ق)

ابن ابی الدنیا۔ کنیت انکی ابو بکر اور نام عبدالشہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن ابی الدنیا ہے ان کو قرشی اور اموی بھی کہتے ہیں، کیونکہ ان کا باپ موالی بنی امیہ سے تھا، جلے پیدائش اور مسکن ان کا بغداد ہے، ولادت ان کی شہ میں ہوئی، علی بن جعد اور خلف بن ہشام اور سعد بن سلیمان اور دوسرے عمدہ محدثین سے علم حدیث اخذ کیا، اور آپ اما لیق (استاد) اور مؤدب معتقد عباسی کے تھے، جو مشہور خلیفہ ہیں، اور قبل انیں چند خلفاء کے استاد و مؤدب رہے ہیں، ابن ابی عاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے باپ نے ان سے حدیث لکھی ہے اور وہ صدوق (بڑے استبار) تھے، کہتے ہیں کہ آپ کے کلام میں ایسا تصرف تھا، کہ ایک ساعت میں ہنسا اور رولا دیتے تھے اور یہ سب کچھ بنا بر وسعت علم اخبار اور قدرت تصرف کلام کی وجہ سے تھا، وفات انکی جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ میں ہوئی۔ کتاب الاولیاء۔ یہ درست نہیں، ابن ابی الدنیا کی تصنیف کتاب الدعاء ہے جو ایک نہایت خوب نفس کتاب ہے، اس کے پہلے پہل نو ذیہ نام باری تعالیٰ بروایت ابن سیرین از ابی ہریرہ ہیں اور بعد اس کے چالیس اسم اور یہی ہیں، اور ان کی سند حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے بعد ازاں اسم اللہ الاعظم ہے، پھر دعاء الفرج (کشائش) ہے، اسی طرح لکھتے جاتے ہیں، ابن ابی الدنیا کی ایک اور تصنیف بھی اسی باب میں ہے جس کا نام مجالی الدعوات ہے اس کے شروع میں یہ حدیث ہے کہ سوائے تین کے گہوارہ میں کسی شخص نے کلام نہیں کیا، (۱) عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (۲) اور صاحب حج عابد (۳) اور ایک لڑکے نے ماں کی گود میں جب وہ اسے سو وہ پلا رہی تھی، الخ (بتان المحدثین ص ۶۲)

ترجمہ۔ بکر بن خنیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا اس نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت کے بدل کی یہ علامت ہے، کہ وہ کبھی کسی شے کو لعنت نہیں کرتے، روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الدعاء میں (کتاب الاولیاء ابن ابی الدنیا کی کوئی کتاب نہیں ہے)

ف کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے، اور اسے مردود و ملعون نہ کہے اور جس کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے، یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر لعنت نہ کہے، یوں میں پھر اور ہوا اور جمادات و حیوانات پر بھی لعنت ممنوع ہے، مگر بچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث شریف میں لعنت آئی

ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، مسلمان بہت طعن کرنے والا اور لعن کرنے والا اور فحش چہرہ دہنے والے نہیں ہوتا، دوسری حدیث میں ہے، بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہونگے۔ دوسری حدیث میں ہے، مسلمان کی لعنت مثل اس کے قتل کے ہے، جو تھی حدیث میں ہے، جب بندہ کسی کی لعنت کرتا ہے، وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، اس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھرنے کی طرف اترتی ہے، اس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں، کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھرنے کی طرف پھرتی ہے، جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی، اگر جس پر لعنت کی لعنت کے لائق ہے، تو اس پر جاتی ہے، ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے، اور فرماتے ہیں، اے عورت! صدقہ دو، کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا، یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں، عرض کی کس سبب سے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بیانے سعادت میں نقل کرتے ہیں، ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں سو بار شراب پی، ایک صحابی نے اس پر لعنت کی، اور کہا، کب تک اس کا فساد باقی رہے گا، حضور نے فرمایا، شیطان اس کا دشمن موجود ہے، وہ کفایت کرتا ہے، تو لعنت کر کے شیطان کا یار نہ ہو، اور ایک شخص نے شراب پی، اس کو مائے اور لعنت کہتے، فرمایا لعنت نہ کرو، کہ وہ خدا اور رسول کو دوست کہتا ہے۔

سوال: شرع شریف میں ظالموں اور بیچارے کھلنے والوں اور اس کے معاملہ میں پٹنے والوں پر اس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے، اور جو بدعتی کو جگہ دے، اور جو غیر خدا کے واسطے جان و ذبح کرے، اور جو ان کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے، اور اگلے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے ہیں۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ، اور فرشتے بھی ان پر لعنت کیا کرتے ہیں، اُولَئِكَ جَزَاءُ هُمُ اَنْ عَلَيهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَمَّا خَلَدُوْا فِيْهَاۤ آٰءِٔٓءِ جَوَاب۔ لعنت، لعنت میں معنی طرد و ابعاد کے ہے، اہل شریعت کبھی اس سے طرد و ابعاد رحمت الہی و بہشت سے اور کبھی طرد و ابعاد جناب قرب اور رحمت خاص و درجہ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔ پہلے معنی کافروں کے لئے خاص ہیں، جس شخص کا کفر پر پورا یقینی ہو، جیسے ابو جہل، ابولہب، فرعون، شیطان، لامان اس پر لعنت جائز۔ انبیاء علیہم السلام جس پر لعنت کرتے تھے، باعلام الہی ان کے کافر مرنے سے واقف تھے، اور فرشتے بھی انہیں پر لعنت کرتے ہیں، جن کی بد انجامی سے باعلام الہی واقف ہوتے ہیں، یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں، یعنی لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ کہتے ہیں، اور دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے، جس جگہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں لفظ لعنت کا عصاة کے حق میں وارد ہے، دلائل دوسرے معنی مراد ہیں، لکن جو اس قسم کا بھی مفید بوصف عام مذموم گنہگار ہے۔

ہے لعنتہ اللہ علی الذین اور لعنتہ اللہ علی الظالمین کہ سکتے ہیں کسی شخص خاص پر لعنت نہیں کر سکتے شیخ محقق فرماتے ہیں سنت کرنا کسی جائز نہیں سوائے اسکے جسکے کافر نے کی مجھ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہو، اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اس کا دم اخیر مختل ہو، لعنت نہ کریں طریقہ محمدیہ میں ہے، سوا ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں ایساں تاک کہ بہت محققین علماء بزرگ پر لعنت میں توقف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اس کے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور اعزہ و اہل بیت کو ہزاروں بے رحمیوں اور سداہوں کے ساتھ شہید کیا، اور کوئی دقیقہ متک حرمت جرم کا باقی نہ چھوڑا، اصل اسباب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں، اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے، کیا فائدہ حاصل ہو، اس سے یہ بہتر ہے کہ اس قدر وقت ذکر و تلاوت درود شریف میں صرف ایسے کہ ثواب عظیم ہاتھ لگے، اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا پروردگار عالم اعلیٰ پر لعنت کرنے کا حکم دیتا پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو، اس پر لعنت نہ کرے، اگر وہ لائق لعنت کے ہے تو اس پر لعنت کہنے میں نسیح وقت ہے اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں تو گناہ بے لذت اسی واسطے امام عبداللہ یا فعی مینی مرآة الجنان میں فرماتے ہیں کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے، وہ ملعون ہے، اور حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے، لا یبغی للمؤمن ان یتکون لعناً رہو اذہ الترمذی شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں شیوہ اہل سنت ترک سب و لعن ہے المؤمن لیس بلعان بعض علماء فرماتے ہیں اہل سنت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے، اور کسی کو کافر نہیں کہتے، اور اہل بدعت کی برائیوں سے ہے، کہ بعض ان کا بعض کو کافر کہتا ہے، اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے (أحسن الوعاء لاداب الذمائم از تصانیف جلیلہ امام المحققین ختام المدققین آیتہ من آیات رب العلمین یقینہ السلف حجة الخلف حضرت سیدنا مولانا مولوی محمد تقی علی خان صاحب محمدی سستی حنفی قادری بریلوی قدس سرہ العزیز)

حدیث (۱۸) عن الکتانی قال النقباء ثلاثمائة والنجباء سبعون والبدلاء اربعون والاکخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد فمسکن النقباء المقرب ومسکن النجباء مضر ومسکن الابدال الشام والاکخیار سیاحون فی الارض والعمد فی رواق الارض ومسکن الغوث مکة فاذا عرضت الحاجة من امر العامة ابتهل فیہا النقباء ثم النجباء ثم الابدال ثم الاکخیار

ثُمَّ الْعُمْدُ فَإِنْ أَحْيَبُوا وَإِلَّا ابْتَهَلِ الْغَوْتُ فَلَا يَتَمَّ مَسْئَلَتُهُ حَتَّى تَجَابَ دَعْوَتُهُ، رَوَاهُ الْخَطِيبُ فِي تَارِيخِهِ بَعْدَ إِذْ كَذَّبَ فِي الْمَوَاهِبِ -

کٹان - ایک پودا ہے جو گزبھراونچا ہوتا ہے اور اس کی ساق اور پتے باریک ہوتے ہیں، پھول لاجوردی اس کی چھال کو روئی کی طرح کاتتے ہیں، اس کا کپڑا گرمی سردی اور خشکی میں معتدل ہے اور جسم کو نہیں چھٹتا اور دافع حرارت و باعث تقلیل پسینہ اور خارش اور سخت درموں کے لئے نافع اور اس کے پھننے سے جوئیں کم ہو جاتی ہیں، منتہی الارب صفحہ ۱۵۹۸ پنجابی زبان میں الہی اور مولینا حشمت علی بریلوی نے اسوہ حسنہ میں کٹان کا ترجمہ شکر کیا ہے۔

کٹانی، کٹان اور اس کے کام کی طرف نسبت ہے، آپ کا اسم شریف ابو محمد عبد العزیز بن احمد بن محمد بن علی تمیمی دمشقی ہے، آپ امام محدث علامہ حافظ کبیر حدیث تھے، آپ نے بہت سے محدثین سے حدیث کو سنا اور ان کی تالیف کی اور جمع کیا، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر ہمارے زمانے میں ہوتے تو ہم ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے، گویا وہ اپنے زمانے میں حافظ حدیث کی صفت کو صوف تھے، آپ سے تمام بن محمد اور خطیب بغدادی اور ابن ماکول وغیرہ نے روایت کی ہے، ۲۸۹ ہجرت مقدس میں آپ کا انتقال ہوا، (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد پنجم صفحہ ۳۹۶ مطبوعہ مصر مطبع ازہرہ ص ۴۴) نقباء - جمع نقیب، آنے، وزبان ترازو، اور وہ کتاب جس کے گلے میں آواز نرم کرنے کیلئے سوراخ کیا گیا ہو، یثیم لوگ ایسا کرتے ہیں، تاکہ مہمان اس کا آواز سنیں اور گواہ قوم اور ان کا مقبول اور مہتر اور ماہر انساب (منتہی الارب)

نجباء جمع نجیب، جو ائمہ و بزرگ اور ہر چیز سے معزز، اور اونٹ کاٹنے والا۔

انجیاس - جمع غیر، نیک مرد، اور بہت نیکی اور وہ چیز جس میں سب سے کعبت کریں خوبصورت و میل عمل - ابدال، اوتاد - (زرقانی) نوا یا - جمع زاویہ، کنج، کرانہ، کنارہ -

غوث - فریاد، فریاد رس، نیز زمین کے ایک قبیلہ کا نام بھی ہے، اور ابو الغوث بن منار اور

وائل بن غوث اور عمر بن غوث محدثوں کے نام ہیں - (منتہی الارب)

ایتھال - زاری کنا، کلام الہی میں ہے، ثُمَّ بَدَتْ تَهْلُ امی تخلص فی الدعای یعنی اظلاص دعا کر کے تمہیں

شام - اس کی وجہ تسمیہ میں کئی قول ہیں اہل اشراف فرماتے ہیں کہ ایک قوم بنی کنعان کی گھر سے

نکلے وقت اس سے بائیں طرف ہو گئی، یا اس کو اپنے بائیں طرف چھوڑا، اس لئے اس شہر کا نام شام پڑ گیا

دوسری وجہ یہ ہے کہ سام بن نوح علیہ السلام اس جگہ پہلے پہل اتنے انہوں نے اس کا نام شام رکھا

شام لغت سریانی میں سام ہے یعنی سین کو تغیر لفظ عجمی کی وجہ سے شین پڑھا گیا، تیسری وجہ شام ان شہروں کو کہتے ہیں، جو قبلہ شریف سے بائیں جانب ہوں، مگر یہ قول فاسد ہے کیونکہ قبلہ شریف کا وایاں بایاں نہیں (مجم البلدان جلد پنجم صفحہ ۲۱۸ مصنف شیخ امام شہاب الدین ابی عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی رومی بندادی متونی شمسہ ہجرت نبوی و منہی الارب صفحہ ۹۰۹)

اسی کتاب میں عبد اللہ بن عمر بن عاص سے روایت ہے کہ خیر رنگی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ان میں ۹ شام میں اور ایک حصہ تمام زمین میں رکھا گیا، اور بُرائی کو دس حصوں میں بانٹا گیا ہے ان سے ایک حصہ شام میں اور نو حصے تمام زمین میں ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے، کہ شام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ شہروں سے ہے جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے برگزیدہ ہیں، اور اس کے برگزیدہ بندے اسی (شام) کی طرف جمع ہوتے ہیں، اسے شام والو اس شہر کو لازم پکڑو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ زمین شام ہے، مگر جس نے اباد رکھا، کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے شام کا ذمہ لیا ہے، ایک اور حدیث میں ہے، یا اہل الاسلام علیکم بالشام لے اسلام والو شام کو لازم پکڑو یعنی اس ملک میں اپنا قیام بنا لو خدا تعالیٰ تم کو بخش دیگا، (اور بھی فضائل ملک شام کے بہت ہیں، (من شام فیلذبح الی مجم البلدان صفحہ ۲۲۱) خطیب کینت آپ کی ابو بکر اور نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن ہمدی ہے بروز شنبہ چار ذیقعد ۳۳ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد کو علم حدیث سے مناسبت تھی، اس لئے انہوں نے آپ کو حصص اس فن شریف کی دلانی، گیارہ سال کی عمر میں طلب علم اور سماع شروع کیا، بعد ازاں سفر کا آغاز کیا اور بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، دینور، ہمدان، رمی اور حجاز شریف میں حافظ ابو نعیم اور ابو سعید اللینی اور ابو الحسن بن بشران اور دوسرے محدثین سے استفادہ کیا، صبح بخاری کو مکہ معظمہ میں بطریق سنت کریمہ مشاہیر راویان بخاری پانچ روز میں ختم کی نیز بخاری شریف کو تین مجلس میں ختم کیا، یعنی اس طرح مغرب کے وقت بخاری شریف کو پڑھنا شروع کیا، اور فجر کی نماز کے ساتھ بس کیا دوسری رات بھی اسی طرح گذاری، تیسرے روز چاشت سے مغرب تک اور مغرب سے صبح تک پڑھ کر تمام کیا، ذہبی فرماتے ہیں، کہ یہ دماغی قوت اور قرات کی مہارت نوادرات سے، بعد ازاں ان سفروں سے فارغ ہو کر بغداد شریف میں اقامت گزیر ہوئے اور اپنے اوقات کو تصنیف روایت حدیث سے معمور کیا، حتیٰ کہ دار البقار کو رحلت کی آپ کی

لہ وعن ابن الا نباءى انه يجوز ان يكون ماخوذ من اليد الشومى اى اليسرى ويجوز ان يكون فعلا من الشوم - ۱۲ مذیلۃ الدرایہ ۱۲ منہ

تصانیف ساٹھ سے زیادہ ہیں، از انجملہ جامع خطیب اور تاریخ بغداد اور کفایت و شرف اصحاب
 الحدیث، و تلخیص المنتسابہ اور کتاب الروات عن مالک و غنیۃ المقتبس فی الملتبس۔ و روایت الایثار
 علی الأبار وغیرہ بضاعت محدثین ہیں، ہر روز کلام مجید ترتیل اور تجوید سے ختم کرتے، اور سفر حج
 میں لوگ ان سے لفظ بلفظ سنتے، باوجود سفر کی لکان کے اس وظیفہ سے ناغہ نہ کرتے، خدا تعالیٰ
 نے آپ کو دولت و ثروت ظاہری بھی وافر عطا فرمائی ہوئی تھی، اس لئے اس علم شریف کے طالبوں
 پر صدقات و خیرات کا سلسلہ بہت جاری کیا ہوا تھا، حج میں جب زمزم شریف کے متصل
 پہنچے، تین بار اس مبارک پانی کو سیر ہو کر پیا، اور خدا تعالیٰ سے تین چیزوں کی درخواست کی
 کیونکہ اس حالت میں دعا مستجاب ہوتی ہے، اول یہ کہ تاریخ بغداد کو روایت کریں اور وہ منتشر
 اطراف انکاف ہوں، دوم جامع منصور میں، کہ بہترین جگہوں بغداد شریف سے ہے، امارت سے
 تعلیم حدیث میں مشغول ہوں۔ سوم۔ مدفن ان کا متصل بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے، ہر سہ
 حاجت ان کی پوری ہوگئی، والحاصلہ ان کا مرتبہ بغداد شریف میں اس حد تک پہنچ گیا تھا، کہ خلیفہ
 وقت نے حکم دیا تھا، کہ کوئی واعظ اور خطیب وغیرہ ان کی اجازت کے بغیر ذکر نہ کرے، جب آپ یہاں
 ہوئے، تو خلیفہ وقت کو کہلا بھیجا، کہ میرا کوئی وارث نہیں، میرا مال بیت المال (شاہی خزانہ) میں
 جمع ہوا، اگر حکم ہو، تو میں اپنے طور سے راہ خدا میں صرف کروں، بادشاہ نے کہا مبارک ہے، تب آپ
 نے سب کتابوں کو وقف کیا، اور باقی اجناس مال کو راہ خدا میں خرچ کر دیا، اور سات ذوالحجہ ۶۶۲ھ
 کو انتقال فرمایا، اور شیخ ابواسحق شیرازی (کہ مشائخ شافعیہ کے مشاہیر سے تھے، اور علم ظاہر و باطن
 کے جامع، نے ان کا جنازہ خود اٹھایا، ان کی وفات کے بعد بعض صالحین بغداد نے ان کو خواب میں
 دیکھ کر حال دریافت کیا، فرمایا، أَنَا فِي سُرُوحٍ وَرَأَيْتُهَا لَوْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ۔ میں راحت آرام
 اور بہشت میں ہوں، (ریستان المحدثین صفحہ ۷۲)

تاسر تاریخ بغداد۔ تصانیف خطیب سے ہے، پہلی اور دوسری جزیں بغداد شریف
 کے مناقب اور اس کی بزرگی مبارک بنیاد کی بزرگی اور محاسن اخلاق اس کے باشندوں کے
 بیان کئے بعد ازاں دو بغداد کے یاقل و جلد اور فرات کا ذکر ہے، اور امام بخاری کا پورا پورا
 حال مندرج ہے، تا ترجمہ محمد بن عبدالرحمن ابن ابی ذؤبہ قریب ربع کتاب کے ہو جاتا ہے، اور
 اول سند کہ اس تاریخ میں مذکور ہے یہ ہے، قال حافظ ابو بکر ناخبرنا عبد العزيز الخ
 ترجمہ کتابی رحمۃ اللہ علیہ محدث روایت کرتے ہیں، کہ لقباً تین سو ہیں اور نجبا، تیرہ ہیں اور

اور ابدال چالیس میں، اور خیاری سات ہیں اور اوتاد چار ہیں اور غوث ایک ہے، نقباء کا مسکن مغرب ہے اور نجباء کا مصر اور ابدال کا مسکن شام ہے، اور خیاری زمین میں سیاحت کرتے ہیں، اور اوتاد جہات اربعہ میں یعنی ایک مشرق دوسرا مغرب تیسرا جنوب چوتھا شمال میں ہے، اور مسکن غوث وہ قطب فرد جامع ہے، مگر مکر مازا والہ اللہ تشریفاً و تعظیماً ہے، جب امر عامہ سے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے، تو نقباء خلوص دل سے دعا کرتے ہیں، پھر نجباء پھر ابدال، پھر خیاری پھر اوتاد اگر قبول ہو جائے تو فہما ورنہ غوث دعا مانگتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی دعا قبول کی جاتی ہے، روایت کیا اس کو خطیب نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں اسی طرح مواہب اللدنیہ مطبع شرفیہ مصر کے جلد اول کے صفحہ ۴۲ وغیرہ میں ہے اور نیز زرقانی جلد خامس مطبوعہ مطبع ازہریہ جلد پنجم کے صفحہ ۲۰۰ میں ہے۔

ف اس حدیث میں نقباء تین سو کا ذکر ہے، جن کے قلب قلب آدم علی نبینا وعلیہ السلام پر ہیں ابدال کا مسکن شام کا مطلب یہ ہے، کہ ان سے اکثر شام میں رہتے ہیں، تو اس حدیث کے مخالف نہ ہوگا، جس میں آیا ہے، کہ اٹھارہ عراق میں ہیں، اگرچہ ان کا تصرف تمام زمین میں ہے اور اوتاد زمین کے کناروں میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، ابن عربی فرماتے ہیں، کہ بیت اللہ شریف کے ہر ایک رکن ایک ایک نبی کے دل پر ہیں، رکن شامی ولے قلب آدم پر اور عراق ولے قلب ابراہیم پر اور رکن یامانی ولے عیسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور حجر اسود ولے قلب محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علامہ عبدالباقی مالکی زرقانی فرماتے ہیں، کہ یہ اس قول سابق کے مخالف ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کے مشابہ کوئی نہیں (اور نہ ہوگا) اسی واسطے کسی نے یہ ذکر نہیں کیا، کہ کوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر بھی ہے، راہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے نظیر اور بے مثل ہستی ہیں، آپ کی مثل نہ کوئی ہوا، اور نہ ہے، اور نہ ہی ہوگا، کوئی بشر مثلاً کم سے دھوکا نہ کھائے، اس کا یہ مطلب نہیں، کہ جیسے بعض نادان بے ادب گستاخ لیتے ہیں، کہ ہمارے جیسے آدمی نفعی، یہ ان احادیث مبارکہ کے خلاف ہے، جو مشکوٰۃ اور مسند احمد حنبلی وغیرہ کتب حدیث میں مروی ہیں، یعنی، لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، أَيْ كَهَيْئَتِكُمْ مِثْلِي، وغیرہ اور قرآن کریم میں ہے۔ **الرَّجَالُ نَوَآمُونَ عَلَى النِّسَاءِ**

۱۲۔ بشر نوع ہے اس لئے نوعیت میں برابری ہوتی، نہ کہ کسی چیز میں فصل یعنی (ماہہ الاھنیاں) جو خصوصیات ہیں، وہ اس ندھی برابری کے پرے کو چاک کر دیتی ہیں، صالح شہید سدید اور نبی کے مراتب سے بھی ظاہر ہے کہ آپ ہم جیسے نہیں تھے، ہم صالح بھی صحیح معنوں میں نہیں، چہ جائیکہ نبی اور پھر نبی الانبیاء یہ اجل کے گندم ناخورد علماء کی باتیں ہیں، ولنعلم ما اجادوا بدع فہم ۵۔ چہ خوش گفت ہرست سدی درینجا، مؤالایا ایسا الساتی، اور کا سادنا و لہما۔
۱۳۔ عبد الرشید مولوی فاضل خلف الرشید مصنف ملابریہ، ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۱ء۔ جلد سوم ص ۵۷۷۔ روای ابو سعید خدری

اور وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِمْ دَرَجَاتٌ سے مراد کو عورتوں پر فوقیت ثابت ہوتی ہے، جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کو خدا تعالیٰ فرما رہا ہے، یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ (اے نبی کی بی بیو تم دوسری عورتوں جیسی نہیں ہو) تو آپ کیسے دوسرے آدمیوں کی مثل ہو سکتے ہیں۔ اور مسکن غوث مکہ مکرمہ اور بقول بعض میں جیسا کہ ابن عساکر نے سلیمان دارانی سے روایت کیا ہے، اور قول اصح یہ ہے، کہ غوث کی اقامت مکہ مکرمہ وغیرہ سے مختص نہیں بلکہ وہ گھومتے رہتے ہیں، اور ان کا دل ہر وقت خدا تعالیٰ کے حضور میں ہے۔ اور یہ سچے فیما فیما، کہ نقباء، نجباء، ابدال، اخبار اور تاد کی دعا اگر منظور نہ ہو، تو غوث دعا کرتا ہے یہ اس حدیث کے مخالف نہیں اِنَّ دَعْوَةَ الْمُؤْمِنِ کَالْبُرْدِ خُصُوصًا اِیْسَ بزرگانِ عظام کی کہ ان کی دعا ہمیشہ منظور ہوتی چاہئے، بات یہ ہے کہ دعا کبھی مسؤل سے مخصوص ہوتی ہے، اور کبھی غم سے (کلام الہی میں ہے) عَسَىٰ اَنْ تَکْرَهُوا شَیْئًا وَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسَىٰ اَنْ تُحِبُّوا شَیْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ (ب۔ ب۔ ب۔) یعنی کئی باتوں کو انسان اچھا سمجھتا ہے، حالانکہ وہ علم الہی میں اس کے لئے اچھی نہیں ہوتیں، اور کئی چیزیں کو اچھا نہیں جانتا، مگر وہ اس کے لئے بہتر ہوتی ہیں، اسے کسے شرے بر انگیز و کہ خیرے ماوراں پاشد۔ والا معاملہ ہوتا ہے (کبھی عار و قیامت کے لئے ذخیرہ رکھی جاتی ہے۔ کہ دنیا میں اس کی لعابت اتنی فائدہ مند نہیں جتنی قیامت میں ہوگی) اور کبھی اجابت میں تاخیر ہوتی ہے۔ (کیونکہ کُلُّ اَمْرٍ مِّنْهُ هُوَ نَافِعٌ بِاَوْ قَاتٍ، ہر ایک کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے تو مسؤل مطلوب میں سخت ضرورت کی وجہ سے غوث جناب الہی میں التجا کرتا ہے کہ حتی الامکان اس ضرورت کو پورا کیا جاوے، تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اس کے بندوں کے شامل حال میں غوث کی دعا کو شرف اجابت بخشتا ہے۔ (ازہ قانی مصنف علامہ عبدالباقی جلد پنجم صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱)

پانچواں باب

اس بیان میں کہ ابدال تیس آدمی اور تیس یا چالیس عورتیں ہیں

حدیث (۱۹) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْاَبْدَالُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ اِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

ترجمہ ۱۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال تین میں ان کے دل قلب براہیم علیہ السلام پر ہیں جب ان میں سے کوئی انتقال فرماتا ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرا بدل دیتا ہے، روایت کیا اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں۔

ف۔ یہ کتاب اگرچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، مگر اس میں کچھ زیادات آپ کے بیٹے عبداللہ اور بعضے ابو بکر قطیبی (کثرہ) راوی اس کتاب کے بھی ہیں اور یہ کتاب اٹھارہ مسندوں پر مشتمل ہے، مسند اول عشرہ مبشرہ کی ہے (۲) مسند اہل بیت نبوی (۳) مسند ابن مسعود (۴) مسند ابن عمر (۵) مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص و ابی ریشہ (۶) مسند حضرت عباس اور ان کے پسران بزرگواران (۷) مسند عبداللہ بن عباس (۸) مسند ابی ہریرہ (۹) مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۰) مسند ابی سعید خدری (۱۱) مسند جابر بن عبداللہ انصاری (۱۲) مسند مکیاں (۱۳) مسند مدینیاں۔ (۱۴) مسند کوفیہاں (۱۵) مسند بصریاں (۱۶) مسند شامیاں (۱۷) مسند انصار (۱۸) مسند عائشہ صدیقہ مع مسند النساء، رضوان اللہ علیہم جمعین تمام کتاب کو ایک سو پندرہ جزو پر تقسیم کیا ہے، اور صاحب اس تجربہ کے حسن بن علی مذہب میں جو قطیبی سے راوی اس کتاب کے ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو بطریق بیان جمع کیا تھا، مگر ترتیب اور تہذیب اس کی وقوع میں نہیں آئی، بلکہ آپ کے بیٹے عبداللہ نے اسے ترتیب دی، لیکن اس میں کچھ بہت غلطیوں کے مرتکب ہو گئے یعنی مدنیوں کو شامیوں میں اور شامیوں کو مدنیوں میں درج کر دیا، بعض محدثین اصفہان نے یہ ترتیب ابواب اس کو مرتب کیا، مگر وہ نسخہ دیکھنے میں نہیں آیا، اور حافظ ناصر الدین بن زریبق نے بھی اس کو ابواب پر مرتب کیا، مگر وہ نسخہ بھی حادثہ تیمور میں جو دمشق پر واقع ہوا، مفقود ہو گیا، اور حافظ ابو بکر بن محب الدین نے اس کو حروف معجم کے مطابق ترتیب دیا، لیکن صرف اسمائے معقلین میں نقطہ اور حافظ ابو الحسن ہمدانی نے جو احادیث صحیح ستہ سے زائد تھیں، ان کو جدا کر کے ابواب پر مرتب کیا، انتہی۔ خدائے نے اس حدیث کو باسناد حسن مرفوعاً بیان کیا ہے، نہ قالی جود

ف۔ ابدال کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ انہوں نے اخلاق سید کو اخلاق حسنہ بدل لیا، اور اس پر رضی ہو گئے، حتیٰ کہ ان کے اخلاق حسنہ ان کے اعمال کے زیور ہو گئے، عارف مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں ایک دفعہ اپنے استاد شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، کہ ایک جماعت بزرگوں کی خدمت میں ہوئی، تو استاد صاحب نے فرمایا یہ ابدال ہیں، میں نے غور سے دیکھ کر معلوم کیا کہ وہ ابدال نہیں ہیں، حیران ہوا، تو فرمایا جس نے بڑائیوں کو نیکیوں سے بلاؤہ بدل ہے، پس مجھے معلوم ہوا، کہ یہ اول مرتبہ یعنی ابتدائے بدلتی

کا ہے، ابن عساکر کے پاس ابن مثنیٰ نے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ تم بشر بن حرث کے متعلق کیا کہتے ہو، فرمایا سات ابدالوں سے جو تمھے ہیں، مرسی فرماتے ہیں کہ میں نے ملکوتِ اعلیٰ میں نظر کیا، نواب مدین ساق عرش سے معلق دیکھا، جو اشقر (سرخ رنگ) رومی و سیاہی سے ملا ہوا اور ازرق (نیلا گریہ چشم) ہے میں نے کہا تمہارا مقام اور علوم کیا ہیں، جواب دیا ہمارے علوم اکہتر ہیں اور میرا مقام چوتھا خلق کا اور سر بڈن سات کا ہے، میں نے کہا، شاذلی نے فرمایا ہے، کہ وہ ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے، تو اس سے ظاہر ہوا، کہ تیس ابدال کے مراتب مختلف ہیں۔ (زرقاتی)

حدیث (۲) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْإِبْدَالُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا وَأَرْبَعُونَ امْرَأَةً كَلَّمَاتُ رَجُلٍ أَبَدًا اللَّهُ تَعَالَى مَكَانَهُ رَجُلًا وَكَلَّمَاتُ امْرَأَةٍ أَبَدًا اللَّهُ تَعَالَى مَكَانَهَا امْرَأَةً رَسَوَاهُ الْخَلْدَلُ فِي كِرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ وَالذَّيْلِيُّ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ

خلدال نسبت الی الخلد الماکول (یعنی سرکہ فروش) زرقانی ص ۲۹۵۔ کرامات الاولیاء ابن عربی

کی بھی ہے۔ (کذا فی کشف الظنون ص ۱۲۱)

دیلمی۔ دیلم گیلان میں ایک شہر ہے، جہاں کے باشندوں کے بال گھنگریالے ہوتے ہیں، وہاں کے باشندوں کو بھی دیلم کہتے ہیں، دیلمی کا رہنے والا، آپ کا نام فردوس حلقہ شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ ہے، آپ ہمدانی ہیں، اور تاریخ ہمدان بھی آپ کی تصانیف سے ہے، یوسف بن محمد بن یوسف مکی و سفیان بن حسن و عبد الحمید بن حسن و عبدالوہاب بن مندہ و احمد بن علی بن دینوری، و ابو القاسم بن البری اور دیگر علماء و مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا، ہمدان اور صفہان اور بغداد اور قرظوبین اسلامی شہروں میں پھرے حافظ یحییٰ بن مندہ نے انکے حق میں کہا ہے، جو نے زبیر بن جلیق درناہب سنت تصلب (سخت) است و از اعتزال دور مردم گو و دیبول و جب ۵۵۹ھ میں وفات پائی (بستان المحدثین ص ۱۶)

مُسْنَدُ الْفِرْدَوْسِ یہ کتاب مثل جامع صغیر کے ہے یعنی اس میں احادیث کو بترتیب و تہجی جمع کیا گیا ہے، اور جامع دیلمی کے بیٹے ہیں، انہوں نے اس کی سند بھی اسی طرح لکھی اور بڑی محنت و مشقت سے اس کتاب کو تیار کیا، ان کا نام شہر دار بن شیرویہ بن شہر دار دیلمی ہے، اور کنیت انکی ابو منصور، معرفت علم حدیث میں ان کا فہم باپ سے زیادہ تھا، چنانچہ معانی نے بھی آپ کے فہم اور معرفت کی گواہی دی ہے، اور علم ادب بھی خوب جانتے تھے، اور سکروح اور عابد تھے، اور طلب علم حدیث میں اپنے باپ کے ساتھ شریک تھے، سفر صفہان میں ۵۵۹ھ کو ہمراہ والد ماجد تھے، وفات ان کی ۵۵۹ھ میں

ہوئی ہے اور نسب ان کا فیروز دیلمی کو پہنچتا ہے، جو قاتل اسود عسی (ایک جال کذاب کا نام ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) کے تھے، جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے تھے ہی فرمایا فآز فیروز (بستان المدین، فیروز ایک صحابی کا نام ہے جن کو حمیر میں نزول کی پہچان سے حمیری بھی کہتے ہیں) آپ (بنائے فارس سے تھے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمن سے جھوٹے نبی مذکورہ کے قتل کی خبر آخر ایام حیات نبوی میں پہنچی اور فیروز رضی اللہ عنہ کی وفات خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں ہوئی، آپ سے آپ کے بیٹے ضحاک اور عبداللہ وغیرہ نے روایت کی ہے (المکالم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں جو کوئی مرد ان سے متر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام مرد کر دیتا ہے اور جب کوئی عورت مرتی ہے تو اس کی جگہ اللہ تعالیٰ عورت قائم کر دیتا ہے، روایت کیا اس کو ظلال نے کرامات الاولیاء میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں (وسیلہ جلد ۱۳ ص ۱۱۱)

حدیث (۲۱) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْلُوا الْأَرْضَ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ فِيهِمْ تَسْقُونَ وَبِهِمْ تَنْصَرُونَ مَا مَاتَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَبَدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ آخَرَ (سَاقَاةُ الطَّبْرَانِيِّ)

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین ہرگز خالی نہ ہوگی، چالیس اولیاء سے کہ براہیم خلیل اللہ کے پر تو پر ہونگے، انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملیگا، اور انہیں کے سبب فتح پاؤگے، (باقی الفاظ مواہب اللدیہ و زر قانی وغیرہ میں بیان نہیں کئے گئے) روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں۔ حافظ نور الدین ہیثمی فرماتے ہیں، کہ اس حدیث کی سند حسن ہے (زر قانی ص ۲۹۷ والا من والعلی ص ۲۷)

حدیث (۲۲) عَنْ بِنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي الْأَرْضِ ثَلَاثًا مِثْلَ رَجُلٍ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ أَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ سَبْعَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ خَمْسَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ ثَلَاثَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مِيكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ وَاحِدٌ قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ أَبَدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنَ الثَّلَاثَةِ وَإِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلَاثَةِ أَبَدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنَ الْخَمْسَةِ وَإِذَا مَاتَ مِنَ الْخَمْسَةِ أَبَدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنَ السَّبْعَةِ

السَّبْعَةَ وَإِذَا مَا تَمَّ مِنَ السَّبْعَةِ أَبَدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنَ الْأَسْرَبِ بَعِينَ وَإِذَا مَا تَمَّ مِنَ
 الْأَسْرَبِ بَعِينَ أَبَدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنَ الثَّلَاثِيَّةِ وَإِذَا مَا تَمَّ مِنَ الثَّلَاثِيَّةِ أَبَدَلَهُ اللَّهُ
 مَكَانَهُ مِنَ الْعَامَّةِ فِيهِمْ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيَسْبِغُ وَيَدْفَعُ اللَّهُ بِهِمُ الْبَلَاءَ مِنْ هَذِهِ
 الْأُمَّةِ (رَوَاهُ فِي رَوْضِ الرِّيَاضِينَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْأُمَّةِ وَرَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ كَذَا فِي الذُّرْقَانِي)
 زُرْقَانِي. تاليف علامہ شیخ محمد عبدالباقی بن یوسف زرقانی متوفی ۱۲۲۲ھ ہجری نبوی۔

ترجمہ:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
 بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے خلق میں تین سواولیا ہیں کہ انکے دل قلب آدم علیہ السلام پر ہیں، اور چالیس کے
 دل قلب موسیٰ اور سات کے دل براہیم اور پانچ کے قلب جبریل اور تین کے قلب میکائیل اور
 ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے، علیہم الصلوٰۃ والسلام جب انہیں ایک مرتبے میں سے کوئی اس
 کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے ان کا بدل کیا جاتا ہے
 اور پانچ والے کا عوض سات اور چالیس کا تین سواور تین سو کا عام مسلمین انہیں (تین سو چھپن
 اولیاء) کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت، امینہ کا برسن، نباتات کا اگنا، بلاؤں کا دفع ہونا، ہوا
 کرتا ہے، روایت کیا اس کو روض الریاضین صفحہ (۸) میں جماعت ائمہ سے اور روایت کیا ابو نعیم نے۔
 (علیہ میں اور ابن عساکر نے) اسی طرح زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں ہے (الاسن والعلی حدیث بندہ
 ف۔ کہ خلق کی موت اور زندگی سب اولیاء کی وساطت سے ہے صفحہ ۲۶) ملاحظہ فرمائیے جلد ۴ ص ۲۶۹
 اصح المطالع لکھنؤ نواب قطب الدین صاحب۔

حدیث (۲۳) وَعَنِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثُمِائَةٍ هُمُ الْأَوْلِيَاءُ وَ
 سَبْعُونَ هُمُ النَّبِيَّاءُ وَأَسْرَبَعُونَ هُمُ أَوْلَادُ الْأَمْزِضِ وَعَشْرَةٌ هُمُ النَّبِيَّاءُ وَسَبْعَةٌ
 هُمُ الْعُرَفَاءُ وَثَلَاثَةٌ هُمُ الْمُخْتَارُونَ وَفَاحِدٌ مِنْهُمْ هُوَ الْعَوْثُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. رَوَاهُ فِي رَوْضِ الرِّيَاضِينَ. (مصری ص ۵ مطبع مہینہ)

ترجمہ:۔ اور خضر علیہ السلام فرماتے ہیں تین سواولیا ہیں، اور ستر نبیاء اور چالیس اوتاد
 زمین اور دس لقباء اور سات عرفار اور تین مختار اور ایک ان سے عوث ہے، راضی ہو اللہ تعالیٰ
 ان سب سے روایت کیا اس کو روض الریاضین میں۔

ف۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وَالْجِبَالِ أَوْ تَادُّرِبُ سُرَّةَ نَبَا، فرمایا ہے، تو اولیا کرام
 سے چار اوتاد مثل پہاڑوں کے ہیں زمین پر ان میں ایک سے اللہ تعالیٰ مشرق کو محفوظ رکھتا ہے

اور دوسرے سے مغرب کو اور تیسرے سے شمال کو اور چوتھے سے جنوب کو اور وہ ہرزمانے میں پار ہوتے ہیں، اس سے کم و بیش نہیں ہوتے اور انکو عمد بھی کہتے ہیں۔ (کذا فی الزرقانی شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۶ جلد پنجم)

حدیث (۲۴) عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَخَاؤُا الْأَرْضُ مِنْ ثَلَاثِينَ مِثْلَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ بِهِمْ تَفَاتُونَ وَبِهِمْ تُرْزَقُونَ وَبِهِمْ تُمَطَّرُونَ رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي تَارِيخِهِ (وسید جدید صفحہ ۱۱۲)

ابو ہریرہ - آپ کے ام اور نب میں اختلاف کثیر ہے، اور مشہور یہ ہے کہ جاہلیت کا نام ان کا عبد الشمس یا عبد عمر تھا، اور اسلام میں عبد اللہ یا عبد الرحمن، دوسری ہیں حاکم ابو احمد کہتے ہیں کہ بقولے ابو ہریرہ کا نام عبد الرحمن بن صخر ہے کنیت ان پر ایسی غالب ہو گئی، کہ گویا ان کا نام ہی نہیں، سال خیبر میں اسلام لائے اور جنگ خیبر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے ساتھ تھے پھر رغبت علم سے ہمیشہ آپ کے پاس آتے جاتے تھے، جہاں آپ جاتے وہیں آپ کے ہمراہ جاتے اور آپ کا حافظہ اور صحابہ سے بڑھ کر تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت کی وجہ سے بہت سی باتیں آپ کو یاد تھیں، جو دوسرے صحابہ کرام کو معلوم نہ تھیں، آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ جو کچھ میں آپ سے سنتا ہوں وہ یاد نہیں رکھ سکتا، آپ نے فرمایا، اپنی چادر بچھا پس میں نے چادر بچھائی، تو آنجناب نے بہت سی حدیثیں سنائیں، جو مجھے سب یاد ہو گئیں، اور کوئی فراموش نہ ہوئی، امام بخاری فرماتے ہیں کہ آٹھ سو سے زیادہ صحابہ کرام نے آپ سے حدیث کو روایت کیا جن میں ابن عباس و ابن عمر اور جابر اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، مدینہ منورہ میں ۳۵۸ھ یا ۳۵۹ھ آنحضرت کی عمر میں انتقال فرمایا، اور ابو ہریرہ آپ کو اس واسطے کہتے تھے، کہ آپ اپنے ساتھ ایک بٹی کے پلے کو اٹھائے پھرتے تھے (الکمال فی اسما الرجال صفحہ ۳۸ مطبع مجتہبی دہلی)

۱۔ مقدمہ ہدایہ میں ہے، آپ صحابہ صغیر کے حال سے خوب واقف تھے، لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی صحابہ صغیر کو کھانے وغیرہ کی دعوت کیلئے جمع کرنا چاہتے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے تو آپ انکو بلا لائے، آپ فقہ فاقہ پرہار اور انصاری کی صحبت سے محترم فقیہ مفتی قائم اللیل اور صایم الہند تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی امارت کے متولی ہوئے، ایک نذرشت پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے تھے، کہ لوگوں کو کہا، میرا راستہ دو، آپ کے متعلق روایت ہے، کہ حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان سے کھانا کھانے، مگر لڑائی بھرائی سے الگ رہتے کسی نے اس کے متعلق سوال کیا، تو فرمایا، اللہ لواء خلف علی افضل و ساطع معاویہ و ترک القتال سلم ۱۲ کذا قال امام یافعی رحمہ اللہ ۱۲ منہ سلمہ ربہ

ابن حبان - کنیت انکی ابو عاتم اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے، اور نسب ان کا یزید بن مناق بن تمیم کو پہنچتا ہے، اس لئے آپ تیسری ہیں، اور آپ کو سستی بھی کہتے ہیں، کیونکہ سیستان کے علاقہ شہر بست میں رہتے تھے، آپ امام نسائی کے شاگرد ہیں، خراسان سے مصر تک سیر کر کے ہر عالم سے فیض حاصل کیا، سوائے علم حدیث کے دوسرے علوم فقہ، لغت اور طب اور نجوم بھی اچھا جانتے تھے، حاکم نے آپ سے علم حاصل کیا، اور شاگردی کی۔

و جانا چاہئے، کہ ابن حبان کو ابتلا پیش آیا، کہ انہوں نے اپنی بعض کتب میں کہا ہے: **النَّبِيُّ الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ** یعنی نبوت علم اور عمل ہے، لوگوں نے آپ کے اس حرف پر انکار کر کے آپ کو زندہ سے نسب دی اور ان سے روایت حدیث اور ملاقات کو ترک کیا، جب خلیفہ وقت تک یہ عام پہنچا، اس نے بغیر تحقیق قتل کا حکم دیا، یہاں تک کہ بعض محدثین ثقافت نے ان کے حق میں کہا ہے کہ نفس فلسفی ہے، لیکن انصاف یہ ہے کہ یہ کلام اس کا حق سے چنداں دور نہیں، وفات انکی بروز جمعہ ۲۲ شوال ۲۵۷ھ کو ہوئی، انکی تصانیف بہت ہیں، از انجملہ تاریخ ثقافت مسند اول ہے جس سے نقل لاتے ہیں اور کتاب الضعفاء بھی متداول ہے، و کتاب مناقب مالک و مناقب شافعی رحمۃ اللہ علیہما اور انواع العلوم اور کتاب ہدایہ الی علم السنن وغیرہ وغیرہ ہیں، (بستان المحدثین ص ۳۹)

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ خالی رہے گی زمین تین اولیاء اللہ سے، مثل ابراہیم خلیل الرحمن کے ان کے ذریعے فریاد کو پہنچتے ہو، اور انہیں کی برکت سے رزق اور مینہ فیٹے جاتے ہو، روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی تاریخ ثقافت میں۔

پچھٹا باب

ابدال کی خاصیتوں کے بیان میں

حدیث (۲۵) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَارُ أُمَّتِي فِي كُلِّ قَرْيَةٍ تَمْسِيَةٌ وَالأَبْدَالُ أُرْبَعُونَ فَلَا الْخُمْسِمَاءُ يَنْقُصُونَ وَلَا الأَرْبَعُونَ كَلَّمَامَاكَ نَرَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مِنْ الْخُمْسِمَاءِ مَكَانَهُ وَأَدْخَلَ فِي الأَرْبَعِينَ مَكَانَهُ يَعْتَفُونَ عَنْ ظَلَمَتِهِمْ وَيُحْسِنُونَ إِلَى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهِمْ وَيَتَوَاسَوْنَ قِيَامًا تَاهُمُ اللَّهُ مَرَاتًا أَبُو كَعْبٍ فِي الْجَلِيَّةِ رَافِعَةُ السَّمَاتِ ص ۵۶، دانتالی ص ۳۹، مظاہر حق صفحہ ۲۲۹ جلد ۲

ابن عمرؓ آپ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما قرشی عدوی ہیں اپنے باپ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بحالت صغر سنی اسلام لائے آپ بڑے پرہیزگار صاحب علم اور زہد اور بڑے محتاط تھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جو دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور دنیا اس کی طرف مائل نہ ہوئی ہو، سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے، ہیمن بن جہران کہتے ہیں کہ میں نے زیادہ پرہیزگار ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی کو نہیں دیکھا اور نافع فرماتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دنیا سے انتقال نہیں فرمایا حتیٰ کہ ایک ہزار یا زیادہ غلاموں کو آزاد نہیں کر لیا، آپ وحی سے قبل ایک سال پیدا ہوئے اور بعد قتل بن زبیر کے تین ماہ کو مکہ میں انتقال فرمایا، اور آپ نے وصیت کی تھی، کہ مجھے (حرم سے باہر) صل میں دفن کرنا، مگر حجاج (ظالم) کی وجہ سے یہ وصیت پوری نہ ہو سکی اور ذی طوی مقبرہ ہماجرین میں دفن کئے گئے، آپ کی عمر ۸۴ یا ۸۵ سال تھی اور آپ سے خلق کثیر نے روایت کی ہے اور آپ سے ایک ہزار چھ سو تیس احادیث مروی ہیں امام بخاری نے اکیاشی اور امام مسلم نے اکتیس فرداً بیان کی ہیں، الکمال مع حواشی عنہ ۲۲ مجتہدانی ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین امت سے ہر قرن میں پانسو آدمی ہیں، اور چالیس ابدال کبھی ان سے کم نہیں ہوتے جب ابدال سے کوئی مرتا ہے تو پانسو سے ایک ابدال میں بھرتی ہوتا ہے، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ان کے اعمال بتائیے، فرمایا، جو ان پر ظلم کرے اس کو مٹا کرتے ہیں، اور جو ان کے ساتھ برائی کرے اسے احسان کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے میں بائک دو مہرے کی باری اور مدد کرتے ہیں، روایت کیا اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں (مرفوعاً) اور زرقانی میں۔

حدیث (۲۶) وَعَنْ مُعَاذِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مِنَ الْآبِدَالِ الرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ وَالضَّبْرُ مِنَ مَحَارِمِ اللَّهِ وَالغَضَبُ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَدَّوَاهُ الدَّيْلِمِيُّ فِي مُسْتَدْرَكِ الْفِرْدَوْسِ
معاذ بن انس جنہنی مصری ہیں (۲) معاذ بن جبل انصاری خزرجی ہیں ان کی کنیت ابو عبد اللہ

۱۰۰ سال لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے، ایک اور روایت ہے کہ عبدالملک نے جب حجاج کو لکھا کہ آپ کی مخالفت نہ کرے اس کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس نے ایک آدمی کے ہاتھ ایک زہریلا اوزلہ دیا، جو آپ کے قدم پر چھو گیا، جس سے آپ کئی روز تک بیمار رہے اور انتقال فرمایا، اور ذی طوی مقبرہ ہماجرین میں دفن ہوئے ابن خلکان ۱۲ منہ سلمہ ربیعہ۔

ہے، آپ ان شتر صحابہ کرام سے ہیں، جو عقبہ ثانیہ میں نئے، آپ اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو شام کا عامل بنایا، اسی سال میں ۲۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، (۳) معاذ بن عمرو بن جموح انصاری خزرجی ہیں آپ کا انتقال خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ (۴) معاذ عارث بن رفاعہ انصاری ہیں، آپ جنگ بدر کے دن زخمی ہوئے، اور مدینہ منورہ میں اسی زخم کی وجہ سے انتقال فرمایا، بقول بعض وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہے، (المال فی اسما الرجال مجتہبی صفحہ ۳۲)

ترجمہ :- معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تین چیزیں جس میں ہوں، وہ ابدال (کے گروہ) سے ہے، (۱) رضا بقضار (۲) محرمات الہی سے صبر (۳) اللہ تعالیٰ کی ذات میں (اسی کے لئے) غصہ، روایت کیا اس حدیث کو دیلمی نے سنن الفردوس میں -

ف-۱۔ اس حدیث میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام نقل نہیں کیا، کہ وہ کون ہیں، کیونکہ اس نام کے کسی صحابی ہیں -

حدیث (۲۷) وَعَنْ أَبِي الدُّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا يُقَالُ لَهُمُ الْكَبَدَالُ لَمْ يَبْلُغُوا مَا يَبْلُغُوا بِكَثْرَةِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَالتَّخَشُّعِ وَحُسْنِ الْحَلِيَّةِ وَلَكِنْ بَلَّغُوا بِصِدْقِ الزَّوْعِ وَحُسْنِ اللَّيْبَةِ وَسَلَامَةِ الصُّدُورِ وَالرَّحْمَةِ لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ صُطَفَاءُ اللَّهِ يَعْلَمُهُمْ وَاسْتَخْلَصَهُمْ لِنَفْسِهِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا عَلَى مِثْلِ قَلْبِ بَرَاهِيمَ لَا يَمُوتُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ قَدْ أَنْشَأَ مَنْ يُخْلِفُهُ - (مراقاة فی روض الزباجین)

ترجمہ :- ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، جن کو ابدال کہتے ہیں، وہ اس مرتبہ پر کثرت نمازوں اور روزوں اور خشوع سے نہیں پہنچے، لیکن وہ صدق درع اور نیک نیتی، اور سلامتی صدقہ اور رحمت سے پہنچے، اللہ تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ کیا، اپنے علم سے اور خاص کر لیا اپنے نفس کے لئے، اور وہ چالیس آدمی ہیں، ان میں سے کسی کا انتقال نہیں ہوتا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کا خلیفہ پیدا نہیں فرماتا، روایت کیا، اس حدیث کو کتاب بدعہ الریاضین صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر میں

حدیث (۲۸) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيَخْرُجُونَ، وَهُوَ كَأَرَاهُ فَيَبَايَعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخَسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَابُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيَبَايَعُونَهُ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخُو آلِهِ كَلْبٌ فَيُبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيُظْهِرُونَ عَلَيْهِمْ وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقَى الْأَسْلَامَ بِحِرَابِهِ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يَمُوتُ وَيُصَلِّيَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ بِرِوَاةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ

اُمّ سلمہ - ام المؤمنین ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر ابی سلمہ کے پاس تھیں جب سلمہ یا سلمہ میں وہ فوت ہو گئے، تو اسی سال میں رکماہ شوال سے کچھ رات باقی تھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نکاح میں لائے، اور چوراسی سال کی عمر میں سلمہ کو انتقال فرمایا، اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں تفریح الاذکیار میں بحوالہ تیسیر الوصول لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب لائے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، مرحبا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لیکن میں عورت بوڑھی ہوں اور لڑکے یتیم رکھتی ہوں، اور میرے مزاج میں غیرت بھی بہت ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتیں بہت جمع کرتے ہیں اور میرے اولیا حاضر نہیں یہ حال سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ میں عمر میں تجھ سے زیادہ ہوں، اللہ خدا اور رسول یتیموں کا کفیل ہے، اور میں دعا کروں گا تو غیرت کو اللہ تعالیٰ دفع کریگا اور موجودگی اولیا ضرور نہیں کوئی ایسا نہیں جو میرے باب میں اٹھا کرے، تب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عمر کو کہا میرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دے، اُس نے نکاح کر دیا، اور حضرت

سلمہ مقدمہ ہدایہ میں ہے، کہ نسائی نے بسند صحیح بیان کیا ہے، آپ فرماتی ہیں، کہ پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، پھر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے، تو میں نے اُسے قبول کر لیا، آپ صفت جمال باع اور عقل بالغ اور اسے صاحب سے موصوف تھیں، آپ بقول واقدی سلمہ اور بقول حاکم (حدیث) ابو نعیم سلمہ اور بقول ابن حبان اور اخر سلمہ میں فوت ہوئیں، اور بقول ابن حجر دراصلا سلمہ ہے، اللہ سک الختام شرح بلوغ المرام میں جو آپ کا انتقال سلمہ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ۱۲ منہ حفظ ربہ ۱۰

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا کے گھر لائے، کیونکہ وہ گھران کی وفات کی وجہ سے خالی تھا، پہلے شوہر سلمہ رضی اللہ عنہ سے آپ کے چار بچے، عمر، سلمہ، زینب، درہ پیدا ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، مرویات آپ کی کتب حدیث میں تین سو چوبیس ہیں از انجملہ متفق علیہ تیرہ اور فرد بخاری میں حدیثیں اور فرد مسلم تیرہ اور باقی اور کتابوں میں ہیں (کذا فی روضۃ الاحباب) اور وفات آپ کی مواہب اللدنیہ میں ۶۳ھ میں ہجرت الحافل میں ۶۳ھ لکھی ہے اور نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھی، اور بروایت مشہوراً آخرین ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات میں آپ ہیں، مگر بعضے میمونہ رضی اللہ عنہا کو قرار دیتے ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی، (تفزیح الاذکیاء صفحہ ۳۵۱ واکمال صفحہ ۱۵۱)

خليفة۔ جائے نشین یعنی اس حدیث میں خلیفہ سے مراد وہ شخص ہے جو آخر زمانہ میں ہوگا اس کی خلافت حکمی ہے، کہ وہ حکومت سلطانی ہے۔ (مظاہر حق)

سر جمل سے مراد امام ہمدی ہونگے، کیونکہ امام ابو داؤد اس حدیث کو باب المہدی میں لائے ہیں، ہمدینہ سے مراد مدینہ مطہرہ زاد اللہ تشریفاً و تکریماً ہے، یا وہ شہر جس میں خلیفہ ہو۔
سارکن، ستون، کھنبرہ، جانب، قوی، جنم، عظیم، خویش و اقربا، رشتہ دار، دیوار کا گوشہ۔

مقام، وہ جگہ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی، (فیروزی) یہاں حجر و مقام ابراہیم مراد ہے بعثت، بلا بیگتہ کرنا، اٹھانا، روانہ کرنا، نیند سے جگانا، پراگندہ کرنا، اور قیامت سے بھی مراد ہے اور اس حدیث میں مراد لشکر ہے، جو شام سے آئیگا، (مظاہر حق و فیروزی)

بیدا۔ لغت میں یعنی جبل اور زمین ہموار کے ہے، ایک جگہ کا نام ہے، اور اس جگہ مراد لشکر سفیانی کا ہے، اور یہ قتال فتنہ امارت سفیانی کا ہے، جو امام ہمدی کے خروج کی علامات سے ہے، اس باب میں بہت حدیثیں قریب تو اتر کے وارد ہوئی ہیں، از انجملہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ فرمایا سفیانی اولاد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کی سے ہے، ایک مرد گراں سوجھ چک روکتہ سفید آنکھ میں جو جانب مشرق سے نکلے گا، اور اس کے اکثر تابعین بنی کلب ہونگے، اعدوہ لوگوں کو بہت مارے والا ہوگا، حتیٰ کہ عورتوں کے پیٹ شکن کر کے بچوں کو مار ڈالے گا، اور جب خبر حضرت ہمدی کی سنے گا، ایک لشکر اس جنگ کے لئے بھیجے گا، پھر وہ لشکر شکست پاویگا، بعد ازاں وہ خود ہمراہ لشکر جنگ کے واسطے دوڑیگا، موضع بیدار میں اور وہ لشکر زمین میں دھس جائیگا، اور ان میں کوئی نیک نہ سکے گا، مگر وہ شخص جو یہ خبر امام ہمدی کو پہنچائیگا۔ (مظاہر حق)

احوال جمع خال بمعنی ماموں کلب عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

جران، آگا گردن اونٹ کا جائے ذبح سے تا جگہ خراس کی کے کہ بیٹھنے اور قرار پڑنے کے وقت اس کو زمین پر رکھتا ہے اور یہاں کنایہ ہے اسلام کے قرار پڑنے سے کہ ہرج مرج درمیان سے اٹھ جائے اور جنگ و جدال کے نشان نہ رہیں اور دین و اسلام اور احکام سنت و جماعت کے قرار پادیں اور استقامت پکڑیں اور آپس میں کچھ اختلاف نہ رہے۔

ابوداؤد۔ صحاح ستہ سے ایک کتاب کا نام ہے اس میں ایک ہزار چھ سو احادیث ہیں اس کتاب کے تین نسخے مشہور ہیں۔ (۱) لؤلؤی جو ابو علی محمد بن احمد بن عمر لؤلؤی کی طرف منسوب ہے (۲) ابن داسد جو ابو بکر بن محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسد تادمصری کہے (۳) ابن الاسعابی کا جو ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاسعابی کے مرویات سے ہے۔ روایت لؤلؤی مشرق میں مشہور ہے اور روایت ابن داسد کا بلاد مغرب میں بہت رواج ہے اور یہ دونوں روایات ایک دوسرے کے قریب ہیں ان میں اگر اختلاف ہے تو تقدیم تاخیر میں ہے، کمی بیشی میں نہیں بخلاف روایت ابن اسعابی کے کہ ان دونوں سے اس میں نقصان میں ہے اور نام ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران ازدی سجستانی ہے، یہ نسبت ملک سیستان سے ہے جو سندھ اور ہرات کے درمیان متصل قندھار مشہور ملک ہے اور شہر چشت کہ مکان بزرگان چشتیہ ہے اسی ملک میں واقع ہے اور اہل عرب اسی ملک کی نسبت میں کبھی سجری بھی کہتے ہیں مشہور مؤرخ ابن خلکان نے باوجود کمال تاریخ دینی اور تصحیح انساب اور نسب کے اس نسبت میں غلطی لکھا کہ کہا ہے کہ سیستان یا سجت نہ ایک گاؤں ہے بصرے کے شہروں سے شیخ تاج الدین سبکی کہتے ہیں کہ یہ وہم ہے درست وہ ہے جو اوپر بیان ہوا، لغات فیروزی میں اس کی اور تشریح اس طرح ہے کہ سیستان ایران کی شرقی حد پر افغانستان کے متصل واقع ہے اسے فیروز اوز بلستان بھی کہتے ہیں رستم کا وہی وطن تھا، پیدائش ابو داؤد کی سن ۲۱۷ھ میں ہوئی ہے آپ اپنے وطن سے طلب علم اور حدیث کے لئے نکلے اور بہت جگہ بصرے اور بڑے بڑے علماء اور مجتہدین عراق خراسان، شام، مصر اور جزیرے کی حدیث سنی اور اجازت لی، آپ شاگرد امام احمد حنبل اور ابو الولید طیالسی کے ہیں اور بہت سے علماء مثل مسلم بن ابراہیم اور سلیمان بن حرب اور یحییٰ بن معین وغیرہم سے سماع اور روایت رکھتے ہیں اور ترمذی اور نسائی وغیرہ آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ کے تمام شاگردوں سے چار سرآمد مجتہدین ہو گئے، (۱) آپ کا بیٹا ابو بکر (۲) لؤلؤی (۳) ابن الاسعابی (۴) ابن داسد جن کا اوپر ذکر ہوا، موسیٰ بن مارون جو ابو داؤد کے زمانے کے ایک بزرگ ہیں انہوں نے ان کے حق میں کہا ہے

کہ ابو داؤد دنیا میں حدیث کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور ابو داؤد اپنی کتاب میں فرماتے ہیں، کہ میں نے ملک مصر میں ایک خیاردراز (لکڑی کھیرا) دیکھا اس کو ناپا، تو وہ تیرہ ماہشت تھا اور اسی طرح ایک ترسج دیکھا جس کو دو ٹکڑے کر کے اونٹ پر لادا ہوا تھا، اور وہ دو نقاروں کلاں کی طرح اونٹ پر نظر آتے تھے، آپ نے بغداد شریف میں قیام فرما کر اپنی کتاب تصنیف کی، بعد فراغت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی، آپ نے بہت پسند کی، آپ سے منقول ہے، کہ میں نے پانچ لاکھ حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علماء سے لکھیں اور ان حدیثوں سے آٹھ ہزار چھ سو حدیثیں نکال کر اس کتاب میں لکھیں، کہ بہت صحیح ہیں، اور ان سب حدیثوں کی جگہ چار کفایت کرتی ہیں، گویا سب باتیں شریعت اور دین کی جملہ چار حدیثوں میں آجاتی ہیں، (۱) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْاِيَّاتِ یعنی نہیں سترہ ہوتے عمل مگر ساٹھ نیتوں کے (۲) مِنْ حَسَنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَزَكُّ مَا لَا يَعْصِيهِ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی ترک لایمینی میں ہے (۳) لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ مِنْ مُؤْمِنًا حَتَّى يَرْضَى لِاِحْنِهِ مَا يَرْضَى لِنَفْسِهِ یعنی مومن کامل اس وقت ہوتا ہے، جب اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو دوست رکھے جو اپنے لئے رکھتا ہے، اور جس کو اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتا، وہ دوسرے کے لئے بھی ناخوش رکھے (۴) اَلْحَلَالُ بَيْنَ وَبَيْنَ وَبَيْنَ وَبَيْنَ مَا لَمْ يَنْهَى عَنَّا ظَاهِرًا وَحَرَامٌ ظَاهِرًا ہے، اور شبہ والی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں جو شبہات سے بچا، اس نے اپنے دین کو پاک (کامل) کر لیا امام ابو داؤد کا یہ کہنا، کہ عقلمند کے لئے یہ چار حدیثیں کفایت ہیں، اس کا مطلب یہ ہے، کہ بعد معرفت قواعد کلیہ شریعت اور اس کے مشہور کے، کیونکہ عبادات کی درستی میں حدیث اول کافی ہے، اور اقارب و ہمسایہ کے حقوق کی رعایت میں دوسری حدیث، اور عمر عزیز کے اوقات کے محافظت میں تیسری حدیث اور شک اور تردد کے رفع کرنے میں، کہ سبب اختلاف علماء با دلائل کے ہونا ہو، جو چوتھی حدیث کافی و دانی ہے، عاقل کے لئے یہ حدیثیں حکم پیر اور استاد دونوں کا کہتی ہیں، ابو بکر ظلال نے ان کی شان میں کہا ہے، کہ ابو داؤد پیشوا تھے، اپنے زمانہ میں اور منصف اور متقی تھے، اور فن حدیث میں خوب بصارت اور ہمارت رکھتے تھے، اور حق حدیث میں ان کی کتاب بہت خوب ہے، اور اس کی مثل بعد مسلم اور بخاری کے کوئی کتاب (فن حدیث میں) نہیں ملے گی، ابراہیم عربی کہ اس زمانہ کے عمدہ محدثین سے تھے، سنن ابو داؤد کو دیکھ کر فرمایا، کہ ابو داؤد کے لئے حدیث اس طرح درم کی گئی، جس طرح داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا درم کیا گیا تھا، آپ کے مذہب میں اختلاف ہے، بعض نے شافعی اور بعض نے حنبلی بتایا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے، کہ ان کو شیخ ابوالسحاق شیرازی نے طبقات فقہا امام احمد حنبل میں شمار کیا ہے، وفات آپ کی سولہ شوال ۲۳۲ھ ہجرت مقدس النبوی میں ہوئی، اور آپ کی عمر تہتر سال تھی اور بصرہ میں آپ مدفون ہوئے، (بتان المسدین مع تفسیر سیر و مدیۃ الدر فیہ مظاہر) ترجمہ:۔ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے فرمایا واقع ہوگا، اختلاف نزدیک مرنے خلیفہ کے پس نکلے گا، ایک شخص اہل مدینہ میں سے درحالیکہ بھاگنے والا اور جانے والا ہوگا، طرف مکہ کے ف اس لئے کہ وہ جائے امن ہے، ہر اس شخص کی کہ پناہ پکڑے ساتھ اس کے اور عبادت گاہ ہے، ہر شخص کا پس آویں گے اس کے پاس لوگ اہل مکہ سے یعنی بعد ظاہر ہونے امران کے کے اور پہچاننے قدران کی کے پس نکالینگے، ان کو یعنی گھران کے سے اور امام پکڑیں گے، ان کو بخواہش و الحاح حلالانکہ ناراض ہونگے، امامت سے بخوف فتنے کے پس بیعت کریں گے، لوگ ان سے درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے اور بھیجا جائیگا، طرف اس شخص کے ایک شکر شام سے یعنی بادشاہ کہ اس وقت میں شام میں ہوگا، ایک شکر واسطے جنگ و قتال امام ہمدی کے بھیجا پس دھسیا جاویگا وہ لشکر ہمدی میں کہ نام ایک جگہ کلب ہے، درمیان مکہ اور مدینہ کے پس جب دیکھینگے اور جانیں گے لوگ یہ حال اور سینگے خبر ہلاک ہونے سفیانی کی آویں گے، ہمدی کے پاس ابدال ولایت شام سے اور جماعتیں اہل عراق سے پس بیعت کریں گے، وہ ہمدی علیہ السلام سے پھر ظاہر ہوگا ایک مرد اور قریش سے مخالف ہمدی کا مامون اس کے یعنی تنخیال اس کی قبیلہ کلب سے ہونگے، کہ ایک شہو قبیلہ ہے عرب سے اور دحیہ کلبی اسی قبیلہ سے تھے پس بھیجے گا وہ مرد بھی طرف ہمدی علیہ السلام کے اور تابعون ان کے کے ایک لشکر اور مرد ڈھونڈھیگا، تنخیال اپنی سے کہ نبی کلب ہیں پس غالب آویں گے، ہمدی علیہ السلام اور تابع ان کے، اس لشکر پر اور یہ مذکور فتنہ لشکر کلب کا ہے کہ یہ بھی علامت خروج ہمدی سے ہے، اور امام ہمدی لوگوں میں موافق سنت اور روشن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے کے کار کریں گے، کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور ایسا دین مسلمانی گردن اپنی زمین پر ہر یعنی ثبات و قرار باویگا، جیسے اونٹ جب بیٹھتا ہے اور رام پکڑتا ہے، تو پھیلا دیتا ہے، گردن اپنی پس ٹھیرینگے امام ہمدی سات برس پھر وفات کے جاویں گے وہ اور نماز پڑھینگے، ان پر مسلمان نقل کی یہ ابو داؤد ۲۳۲ نے (ف) جانتا چاہیے، کہ بہت لوگوں نے

دعویٰ کیا ہے، کہ ہم ہمدی ہیں، حالانکہ وہ باطل ہے، اور جمع ہو گئی، ان پر ایک جماعت اور باشونکی اور شہروں فساد کا ارادہ کیا، اور مائے گئے پس راحت پائی، ان سے شہروں نے اور ایک جماعت پیدا ہوئی، ہند میں مشہور ساتھ ہمدویہ کے، کہ نہایت جاہل تھے، اعتقاد ان کا یہ تھا، کہ ہمدی موعود ہمارا شیخ تھا، کہ ظاہر ہوا، اور مر گیا، اور دفن کیا گیا، بعضے شہروں میں خراسان کے اور انکی گمراہیوں میں یہ بھی تھی، کہ اعتقاد کرتے تھے، کہ جو اس عقیدہ پر نہ ہو وہ کافر ہے، چنانچہ نکلے کے چاروں مذہب کے علماء نے فتویٰ دیا، کہ واجب ہے قتل ان کا، ان امرار پر کہ قادر ہوں، ان کے قتل پر اور ایسا ہی اعتقاد فاسد ہے، شیعہ کا، کہ ہمدی موعود محمد بن حسن عسکری ہیں، اور وہ مے نہیں، بلکہ چھپ گئے ہیں، لوگوں کی نظروں سے، اور وہ امام زمان ہیں، ظاہر ہوئے اپنے وقت میں اور حکم کریں گے اپنی سراری میں انتہی اور یہ قول اور اعتقاد بھی مردود ہے، نزدیک اہل سنت و جماعت کے اور دلیلیں ان کی رو کی بھری ہوئی ہیں، علم کلام کی کتابوں میں اور تصریح ہے کتاب عروۃ الوثقی میں، کہ انہوں نے انتقال کیا ہے، (مظاہر حق جلد چہارم ص ۲۵۲) باب شرط الساعۃ بطبع اصح المطابع لکھنؤ

ف ملک پنجاب میں بھی ایک شخص مرزا غلام احمد بن گھسیٹی، چرلغ بی بی نے دعویٰ ہمدی اور سیح موعود و مجدد و کوشن وغیرہ کا کیا، حالانکہ وہ اپنے دعوے میں کذاب اور بظاہر ہے، جیسا کہ علماء عرب و عجم کے فتویٰ سے اس کا کذب اور کفر ظاہر ہے، اس کے متبعین کا عقیدہ ہے، کہ جو اس کو نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں، لہذا اس کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں، اور نہ ایسوں کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے،

ساتواں باب

ابدال کے صفات میں

حدیث (۲۹) عَنْ أَحْسَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

لہ بی کا جان انتقال ہوتا ہے وہیں فن ہوتا ہے جیسے ہلکے قاتلے نامہ سید لانس و الجان علی اللہ علیہ آہ وسلم کا انتقال ہوئے منورہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہوا، اور وہیں آپ فن ہوئے، وہیں اب بھی حالت بیات النبی آرام فرما رہیں، مگر مرزا غلام احمد علیہ السلام نے جو مراد ہے، وہ بڑی بھاری نہ جال قادیان لیا کر دفن کیا گیا، لہذا اپنے دعویٰ میں کذاب، (۲) انبیاء علیہم السلام کے سارے آثار و شہادتیں تو حیرتوں جیسی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں وغیر ہم مفرد ہیں، مگر مرزا صاحب کا نام غلام احمد مرکیب، لہذا کذاب (۳) نبی ہونے کے ساتھ موم ہوتے ہیں، ان نام کا پہلے کوئی شخص نہیں جانتا، تاکہ التباس واقع ہو جیسا کہ کلام اپنی میں لہ ففعل لہ من قبل ہمیشہ

بِكَلَاءِ أُمَّتِي لَمْ يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَكِنْ دَخَلُوا هَا بِرَحْمَةِ اللَّهِ
 وَسَلَامَةِ الصُّدُورِ، وَسَخَاوَةِ الْأَنْفُسِ وَالرَّحْمَةِ بِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ دَرَفَاةً الْحَكِيمِ فِي النَّوَادِرِ
 حَسَن، رسالہ اور پیشوا خاندان چشت اہل بیشت حضرت امام الاولیاء خواجہ حسن بصری کینیت
 آپ کی ابو محمد والوسعید لقب حسن لوٹو بن ابی الحسن، آپ کا نسب پیدری بقول سیرالاقطاب موسیٰ اعی
 ابن خواجہ ابوس قرنی کے ساتھ ملحق ہوتا ہے، مگر طبقات حسامیہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے والد کا نام
 یسار تھا، جو بقول خواجہ مودودی فتوحات عراق میں گرفتار ہو کر آئے تھے، اور زید بن ثابت کے غلام
 ہوئے تھے جن کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ میں مسلمان کیا تھا، حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں دو برس رہ گئے تھے کہ آپ پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ کی خدمت میں گئے، آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کی تنہیک کی یعنی خرابی تیرا چا کر ایک تالو میں
 لگایا، اور فرمایا آپ کا نام حسن رکھو، کہ یہ خوبصورت ہے، اور زیور وہیں، اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کی
 بیعت اور خرقہ ارادت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے آپ نے حاصل کیا ہے، حضرت مولانا فخر الدین
 فخر جہاں دہلوی اپنے رسالہ فخر الحسن میں آپ کی ملاقات و سماع حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت کرتے
 ہیں اور ارقام فرماتے ہیں، چونکہ چند اصحاب اہل حدیث بر خلافت تھے، اس لئے انہیں کی کتابوں سے
 متبع کیا، تو صحیح ان سے اور نیز جنہوں نے ان سے استفادہ کیا، ملاقات کرنا و سننا موصول و مقبول
 موافق اصول علماء کے پایا بدیں طو کہ آپ کی پیدائش جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت
 میں دو برس باقی رہ گئے تھے، ۱۲ھ ہجری میں بالاتفاق محدثین مدینہ منورہ میں ہوئی پھر اس وقت
 سے چودہ برس کئی ماہ تک حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی کی شہادت تک آپ مدینہ منورہ میں رہے جیسا کہ
 جامع الاصول جزری اور الکمال اور تہذیب حاقظ جمال الدین مزنی اور تہذیب التہذیب فرماتے ہیں ہے کہ
 شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت آپ کی عمر چودہ سال تھی، بعد اس شہادت کے آپ بصرہ میں
 تشریف لائے، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے زیادہ مقرر ہی سے لیکر چودہ برس تک مدینہ منورہ
 ہی میں رہے، اور جب لوگوں نے آپ سے بیعت خلافت کی اس وقت بھی آپ موجود تھے، بلکہ اس کے
 بعد بھی چار پانچ ماہ آپ کا رہنا پایا جاتا ہے، اجیار العلوم میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ کی
 مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت تمام واعظین کو مسجد سے لکال کر فرمایا، کہ میری مجلس میں بیان نہ
 کیا کریں، لیکن حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس وقت وعظ فرما رہے تھے منع نہیں کیا، آپ نے
 شہداری اور تین سو صحابہ کرام اور عشرہ مبشرہ سے جو اس وقت موجود تھے، دیکھا اور فیض پایا، اس سے

معلوم ہوا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں تھے آپ بھی وہاں تھے، کہ جو زمانہ مدینہ منورہ کے بعد گاہے، اور واضح ہو، کہ سن تیز کا سماع صحیح و مقبول ہے عام اس سے کہ سنتے والا حد بلوغ کو پہنچا ہوا نہیں، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے اتمام الدریہ میں سن تحمل کا اور اس کا وقت تیز نسبت سماع کے سات برس کے سن کا قرار دیا ہے، (کنزانی احوال الفرقہ وصل الخرقہ صلاطی برائل عشرہ مطبوعہ لاہور)۔

بلوچدان واقعات کے کیونکر کہا جائے، کہ آپ نے حضرت علی کو نہیں دیکھا اور نہ ان سے ملائی ہوئے اور نہ کچھ سنا، حالانکہ آپ چودہ برس تک مدینہ منورہ میں موجود گی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور نماز پنجگانہ آپ کے ساتھ پڑھتے رہے، حضرت ثیر خدا کا قاعدہ سترہ تھا، کہ اہل بیت کی بارگاہ کو جایا کرتے تھے، ان میں حضرت ام سلمہ بھی تھیں، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور انکی والدہ ماجدہ خیرہ ہر وقت ان کے گھر میں رہتی تھیں، اور آپ پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نہایت شفقت تھی، بلکہ آپ کی گود میں تربیت حاصل کی جب کبھی آپ کی والدہ کسی کام میں ہوتیں، اور آپ دودھ کے لئے گریہ کرتے، تو حضرت موصوفہ جوش محبت میں اپنی چھاتی مبارک آپ کے منہ میں دیتیں، اس وقت فرط محبت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی قدرت سے چند قطرات شیر نکل آتے جس کے نوش جان فرمانے سے چند ہزار برکات و کرامات آپ کی ذات میں پیدا ہوئیں، (شایعین تذکرۃ الاولیاء سیر الانفطاب وغیرہ ملاحظہ فرما کر حفظ و اٹھائیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کو صحابہ کرام کے پاس لے جاتیں، اور اصحاب آپ کو دعا فرماتے ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئیں، تو آپ نے دعا فرمائی

اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَحَبِّبْهُ اِلَى النَّاسِ۔ یا اللہ اس کو دین کا عالم بنا اور لوگوں میں محبوب رکھ

اجابت کا یہ اثر کہ آپ مقتدائے اہل حق ہوئے، اور آپ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرنا رسالہ ریحان القلوب فی التوصل الی المحبوب سے ملاحظہ کیا جائے، تذکرۃ الاولیاء ص ۱۷ طبع لاہور

۱۳۱۵ھ میں ہے کہ حضرت علی بصرہ میں تشریف لائے، اور باب الطشت میں آپ کو طہارت صوری و معنوی سکھائی، آپ ریاضت و مجاہدہ میں سعی بلیغ فرماتے چنانچہ تین یا پانچ یا چھ روز میں روزه بتا بہت سنت افطار کرتے، ستر سال تک بغیر ضرورت آپ کا وضو نہیں ٹوٹا، آپ میں کمال درجہ کی کسوفی اور خشکی تھی، کہ تمام مخلوق کو اپنے سے بہتر دیکھتے اور جانتے، آپ کا جذب قلوب اس درجہ تھا، کہ اگر کوئی فاسق و فاجر بھی ایک دفعت آپ کی محفل میں آجاتا، تائب ہوئے بغیر نہ جاتا۔

تذکرۃ الاولیاء ص ۱۷ میں ہے کہ ابو عمر حافظ کلام مجید تھے، ایک بے ریش خوب روٹ کا آپ کے پاس تعلیم قرآن کریم کیلئے حاضر ہوا، آپ کی نظر خیانت اس لڑکے پر جوڑی، معاً تمام قرآن مجید الحمد للہ و الناس

فراموش ہو گیا، وہ سخت بیقرار ہو کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا، بعد فراغت حج مسجد خیف میں جاؤ، وہاں دو بزرگ محراب میں دیکھو گے، کچھ وقت انتظار کر کے جب خلوت پاؤ، تو ان کو دعا کے واسطے کہو، چنانچہ آپ گوشہ مسجد میں بیٹھ گئے، ایک بزرگ باہمیت کو دیکھا، کہ ان کے گرد اگر مخلوق ہے، تھوڑے عرصہ میں ایک بزرگ سفید باسن یا کیزہ رو تشریف لائے، اس نے انکو سلام کیا، اور کچھ بات چیت کر کے وہ بزرگ چلے گئے، اور مخلوق بھی ان کے ساتھ چلی گئی، اور وہ بزرگ اکیلے رہ گئے، میں آگے بڑھا، اور اپنا حال زار سنا کر دعا کی، استدعا کی، آپ نے غمناک ہو کر آسمان کو نگاہ اٹھائی، اسی وقت مجھے سب قرآن مجید یاد ہو گیا، میں خوشی سے ان کے قدموں پر گر پڑا، اس بزرگ نے کہا، کہ تجھے میرا پتہ کس نے بتایا، عرض کیا، کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے، اس بزرگ نے کہا، کہ انہوں نے ہمارے راز کو افشا کیا ہے، ہم ان کے راز کو ظاہر کر دیتے ہیں، اور فرمایا، کہ جو بزرگ سفید لباس نالے بعد نماز ظہر تشریف لائے، اور سبے پیشتر چلے گئے، اور ہم سب نے انکی تنظیم کی، وہ حضرت حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی تھے، کہ ہر روز نماز ظہر بصرہ میں پڑھ کر اس جگہ ہمارے پاس آتے ہیں اور مجھ سے بات چیت کر کے عصر بصرہ میں جا پڑھتے ہیں، اور فرمایا جو شخص ایسا امام مثل حسن رضی اللہ عنہ پاوے وہ مجھ سے کیوں دعا کرے۔

ف۔ اس ذکر خیر میں کیا لطف ہے، سبحان اللہ ترغیب بھی ہے تریب بھی تریب تو یہ کہ اپنے لڑکوں کو بدنگاہ سے دیکھنے میں کس قدر نقصان کا خطرہ ہے، اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ روحی فداہ نے فرمایا ہے۔ اَتَّقُوا مِنْ اَبْنَاءِ الْمُلُوكِ فَاِنَّ فِيهِمْ شَهْوَةٌ كَشَهْوَةِ النِّسَاءِ۔ یعنی ابنارملوک ر خوبصورت لڑکوں سے بچو پرہیز کرو، کیونکہ ان میں عورتوں کی طرح شہوت ہے، ترغیب یہ کہ اولیاء اللہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کیا کیا طاقتیں عنایت فرمائی ہیں، ع

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر خستہ باز گردانند ز راہ

ان بزرگوں کے دامن کو ہاتھ سے نہ دے، اور ان کی محبت و عظمت دل میں رکھے اور بد مذہبوں اور بے ادب گستاخوں اور باشوں کی صحبت سے پرہیز کرے، عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ۔ انہیں کے ذکر خیر کی وجہ سے رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ رحمت ایسی کہ آدمی کو طہارت و نظافت صوری معنوی اسی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، ع

یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یا اللہ صدقہ اپنے حبیب و لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھے بھی انکی محبت حقیقی سے برقرار

وَالْأَمَلُ كَرَامِينَ وَبِئْسَتِ عَمَلًا

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللَّهُ يَرْزُقُنِي صِلَاةً

اقتباس الاوار میں ہے، کہ چار کس ارباب تصوف نے چار اماموں سے انتساب نسبت حاصل کیا (۱) حضرت حسن بصری نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے (۲) حضرت ابراہیم ادہم نے امام باقر سے (۳) حضرت بایزید نے امام جعفر صادق سے (۴) حضرت معروف کرخی نے امام علی رضا سے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ اشعری امدانس بن مالک اور ابن عباس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے خلق کثیر تابعین و تبع تابعین راوی ہیں آپ کی وفات غرہ ماہ رجب ۸۵ھ سال کی عمر میں ہوئی، اور بصرہ میں مدفون ہوئے، آپ کی وفات کا ماوہ تاریخ لفظ قطب سے نکلتا ہے، آپ کا مزار شہر سے باہر تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور آپ مشہور چار پیرو (چودہ خاندانہ) سے ایک ہیں (تحفۃ الابراہیم مرزا آفتاب بیگ دہلوی وغیرہ)۔
 ترجمہ: حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت کے ابدال کثرت نماز و روزوں سے بہشت میں داخل نہیں ہونگے لیکن اللہ کی رحمت اور سلامتی قلوب اور سخاوت نفس اور اہل اسلام کے ساتھ رحم کرنے سے جنت میں داخل ہونگے، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے نوادرا الوصول ص ۱۰۰ میں۔

حدیث (۳) عَنْ عَطَاءٍ مَرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحَابَتِهِ وَسَلَّمَ الْأَبْدَالُ مِنَ الْمَوَالِي وَلَا يُبْغِضُ الْمَوَالِي إِلَّا مَنَافِقُ (رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمَكْنِيِّ)
 عطاء بن ابی رباح تابعی آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کے بال گھنگریالے رنگ سیاہ لاکھ شگ شدہ ناک بزرگ، آنکھ ایک تھی پھر نابینا ہو گئے، مگر انعامات خداوندی، کہ اجل فقہار اور تابعی مکرر سے تھے، اور اسی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ایسی حالت میں انتقال فرمایا، کہ سب اہل زمین سے لوگوں کو پیارے تھے، امام احمد صنبل رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے، کہ علم کے (بیشتر) خزانے میں اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں میں تقسیم فرماتا ہے، اگر کسی کو علم کے لئے مخصوص فرماتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی بہت لائق تھیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عطاء بن ابی رباح حبشی تھے، سلمہ بن کبیل کہتے ہیں کہ میں نے سوائے عطاء و طاؤس و مجاہد کے کسی اور کو علم رضائے الہی کے واسطے حاصل کرنے والا نہیں دیکھا، اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۰۰ھ کو انتقال فرمایا، اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور ابو سعید وغیرہم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سنا، اور آپ سے ایک جماعت راوی ہے۔

حاکم نام اور نسب آپ کا محمد بن عبدالشہ بن محمد بن احمد ویر بن نعیم صبیہ ہے اور آپ کو
 طہمانی بھی کہتے ہیں، کیونکہ آپ کے اجداد میں ایک شخص موسوم بہ طہمان تھا، آپ نیشاپوری ہیں، پیدائش
 آپ کی ۲۲۰ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی، پچیس میں علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا، اور والدین نے
 اس میں ترغیب دلائی، اور اہتمام اور تقید کیا، خراسان اور ماوراء النہر وغیرہ بلاد اسلام میں پھر کر دو
 ہزار شیخ سے روایت حدیث کی، آپ کے والد نے امام مسلم کو دیکھا تھا، اور حاکم آپ کو اس لئے کہتے ہیں
 کہ آپ قاضی بنائے گئے تھے، آپ کی وفات عجیب طور سے ہوئی، کہ ایک روز آپ حمام میں آئے اور
 غسل کر کے جب باہر تشریف لائے، ابھی صرف کمر میں تہبندی باندھا تھا، کہ ایک آہ ماری اور جان
 خدا کے پیر درگزی یہ واقعہ صفر المظفر ۲۵۰ھ میں ہوا بعد وفات کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر حال دریافت
 کیا، فرمایا بوجہ کتابت حدیث میں نے نجات پائی، خطیب بغدادی نے ان کے حال میں لکھا ہے
 کہ ثقہ تھے، اور مائل تشیع تھے، اور بعض علماء نے فرمایا ہے، کہ شیعہ ہونے کے یہ معنی ہیں، کہ وہ حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت کے قائل تھے، کہ اسلاف کی ایک جماعت کا
 بھی یہی مذہب تھا، (اور یہ بدعت ہے، صحابہ کرام کی فضیلت بہ ترتیب خلافت ہے، یہی مذہب ہند
 اہل سنت و جماعت کا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ کہتے ہیں، کہ ان کے زمانہ اسلام کی بادشاہت میں
 چار شخص سرآمد محدثین تھے، (۱) دارقطنی بغدادی، اور حاکم نیشاپوری، ابن مندہ اصفہان میں اور
 عبدالغنی، مصر میں ان چاروں کے درمیان محققین اہل حدیث نے اس طرح حکم لگایا ہے، کہ دارقطنی معرفت
 علل حدیث میں ممتاز اور مستثنیٰ تھے، اور حاکم کو فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تمام تھا، اور
 ابن مندہ کثرت احادیث اور معرفت واسعہ میں فوقیت رکھتے تھے، اور عبدالغنی معرفت اسباب
 میں متجزا تھے، آپ کی تصانیف قریب ایک ہزار جزو کے پہنچتے ہیں، اور بقول ابن خلکان
 ایک ہزار پانصد تک ہیں، معرفت علم حدیث، تاریخ نیشاپور، مزکی الاخبار، کتاب البدخل، کتاب
 الاکلیل، فضائل شافعی مشہور اور مفید ضائق ہیں، ہجملہ صحیح حاکم بھی مشہور و معروف ہے، اس کتاب
 میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے، ذہبی کہتے ہیں، کہ اس کو میرے تلحیقات اور تعقیبات کے بغیر
 نہیں دیکھنا چاہئے۔

گٹھی، اس کتاب کو ذہبی نے اختصار کر کے اس کا نام مقتنی فی سرد لکنی رکھا ہے، اور ابن عبدالبر
 یوسف بن عبداللہ قرطبی متوفی ۳۶۳ھ کی بھی کتاب ہے، اور امام مسلم اور نسائی نے بھی اسی نام سے کتاب
 بنائی ہے، جو سب بڑی کتاب اس فن میں ہے پھر حاکم کی (کشف الظنون)

مرسل۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو تابعی بغیر ذکر صحابی کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے۔

موالی جمع مولیٰ، آزاد کرنے والا، مددگار رفیق، صاحبِ خداوند، آقا، سردار، آزاد کیا گیا تابع، ہمسایہ، چچا کا بیٹا، خسر، منعم، قسم کھانے والا، دہنایہ جزری معروف باین لاشیرا ترجمہ: عطار سے نقل ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابدال موالی سے ہیں اور موالی کو سوائے منافق کے کوئی دشمن نہیں رکھتا، روایت کیا اس کو حاکم نے کنی میں، (زرقانی جلد خامس صفحہ ۲۹۷)

حدیث (۱۳۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الرُّبْعُونَ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى قَلْبِ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِمْ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُقَالُ لَهُمْ الْأَبْدَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَدْرِكُوا بِصَلَاةٍ وَلَا بِصَوْمٍ وَلَا بِصَدَقَةٍ قَتِي قَالَ فِيهِمَا أَدْرَكُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِالسَّخَاءِ وَالنَّصِيحَةِ لِلْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ فِي الْحَلِيَّةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ (اللَّذِيَّةِ عَلَى مَنِ الْمَحْمَدِيَّةِ)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ چالیس آدمی میری اُمت سے اوپر قلبِ ابراہیم علیہ السلام کے ہونے زمین والوں سے انکی برکت سے اللہ تعالیٰ بلا دفع کرتا ہے، ان کو ابدال کہتے ہیں، اس درجہ کو انہوں نے نماز روزہ اور صدقہ سے حاصل نہیں کیا، عرض کیا گیا، ان کو یہ فضیلت کس چیز سے ملی، فرمایا سخاوت اور مسلمانوں کی خیر خواہی سے، روایت کیا اس کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں کذا فی المواہب ص ۲۳ جلد اول،

حدیث (۱۳۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الرُّبْعُونَ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى قَلْبِ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِمْ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُقَالُ لَهُمْ الْأَبْدَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَدْرِكُوا بِصَلَاةٍ وَلَا بِصَوْمٍ وَلَا بِصَدَقَةٍ قَتِي قَالَ فِيهِمَا أَدْرَكُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِالسَّخَاءِ وَالنَّصِيحَةِ لِلْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ فِي الْحَلِيَّةِ كَذَا فِي الْمَوَاهِبِ (اللَّذِيَّةِ عَلَى مَنِ الْمَحْمَدِيَّةِ)

ترجمہ: امام نووی جلد اول صفحہ ۱۸۵ میں ہے، ہی البلدۃ المعروفہ ودار العلم ودار الفضل ابنا لا عمران غلط ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ قاسوس میں ہے، الکوفۃ مدینۃ العراق الکبریٰ وحبۃ الاسلام ودار ہجرت المسلمین وکانت منزلة نوح علیہ السلام ۱۲۔ فقہ المقلدین ص ۱۵۔ ۱۶ منہ حفظہ رب ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵

ہے کہ وہ بصرہ کے بعد شہر بنایا گیا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَہْلُ الْكُوفَةِ
 اَہْلُ اللّٰهِ یعنی کوفہ والے اہل اللہ ہیں اور وہ قبہ اسلام ہے، اس کی برکت بارہ میل تک تائی
 جاتی ہے اس میں کئی مساجد ہیں ایک مسجد ہے جس میں ہزار نبیوں اور ہزار وصیوں نے نماز پڑھی
 ہیں، اسی میں عصائے موسیٰ تھا، اور بھی اس کے بہت فضائل ہیں (معجم البلدان جلد ۷ صفحہ ۲۹۷)
 مصنف لئنا فیروزی .. لکھتے ہیں، کہ عراق عرب کا شہر ہے جو اب جزئیہ ہے۔

ابن عساکر ابوالقاسم علی بن حسن دمشقی شافعی امام حافظ حدیث (کبیر محدث شام
 میں) آپ کی پیدائش ۲۹۹ھ میں ہوئی اور سماع حدیث ۳۵۰ھ کو شروع کیا، آپ کے شیوخ
 (ساتھ) تیرہ سو مرد اور اثنی عشرتیں ہیں، سمعانی فرماتے ہیں، آپ حافظ ثقہ منہدین نیکو کار علامہ
 عزیز الفضل اعلیٰ درجہ کے قاری تھے، اور اپنے معاصرین سے اعلیٰ اور فائق ہمیشہ نماز باجماعت
 ادا کرتے، آپ نے چالیس سال صفت اول میں نماز ادا فرمائی، ہاں کسی عذر کے باعث کبھی ترک
 فرمائی ہو، آپ ہر رات ایک قرآن مجید ختم فرماتے، اور ماہ رمضان شریف میں دن کو بھی ایک ختم کرتے
 اور منارہ شرقی میں اعتکاف فرماتے، آپ ذکر اور نماز سے شب بیدار رہتے خصوصاً شب عیدین
 میں آپ نے حصول علم کیلئے چالیس سال صرف کئے، اور اس قدر علم جمع کیا، جو ان کے زمانے میں
 کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا، آپ فرمایا کرتے تھے، کہ اگر کوئی کہے کہ میرا مثل کوئی نہیں، تو
 درست ہے، چنانچہ ایک صاحب علم نے کہا، کہ میں نے ان کی مثل اور کسی کو نہیں دیکھا، آپ کو کسی
 کہا کہ یہ فخر بحکم لا تَزُكُوا اَنْفُسَكُمْ بِطَاعَةِ، کے درست نہیں فرمایا، وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پت
 ع) اظہار نعمت خداوی اچھا کام ہے، آپ اپنے جیسا حافظ حدیث کسی دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے حفاظ
 کی میاست آپ ختم ہو گئی، آپ اپنے ہر لحظہ کا جو گذرتا اس کا حساب کرتے۔ فت۔ ہاں ہر شخص کے
 لئے حکم ہے، حَاسِبُوا قَبْلَ اَنْ تَحْسَبُوا حَسَابَ كَادِنِ اَنْتُمْ سَابِقُكُمْ مِنْكُمْ حَسَابًا حَسَابًا
 بیباک رکھنا چاہیے، تاکہ اس دن وقت نہ ہو، اسی لئے کہا گیا ہے، المفلس فی امان اللہ اور انحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ میری امت کے غریب مسکین لوگ اغنیار سے پہلے نصف دن
 قیامت کا یعنی پانسو سال بہشت میں داخل کئے جائینگے، آپ بڑے فقیہ ادیب سنی المذہب تھے
 اور آپ کی تصانیف بکثرت ہیں، ان سے بعض یہ ہیں، تاریخ دمشق جلد ۷ مواعظ چھ جلد
 اطراف الادبیر چار جلد، عمالی مالک رحمۃ اللہ علیہ چار جلد، غریب مالک دن جزو۔ معجم مجلد
 مناقب الشبان ۵ جزو، فضل اصحاب مدینہ مجلد، فضل الجمعہ چار جزو، اربعین طوال تین جزو۔

حوالی شعبہ مجلد ۱۴۰۰ من وافق کئی کئی زوجتہ۔ الجواب فی الابدال وغیرہ آپ سے آپ کے بیٹے قسم اور ابو جعفر قرطبی اور زین الامتار ابو البرکات ابن عساکر اور ان کے بھائی شیخ فخر الدین اور برادر زادے عزیز الدین اور حافظ عبد القادر راوی وغیرہ راوی ہیں، آپ کا انتقال ۱۱۰۰ھ رجب المرجب ۱۱۰۰ھ کو ہوا ہے، اور آپ کا روضہ مبارک باب صفیر میں زیارت کیا جاتا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد ۴ صفحہ ۱۲۲)

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اوتاوا بنائے کوفہ سے ہیں، روایت کیا اس کو ابن عساکر نے اسی طرح زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ص ۲۶۶ تا ۲۹۹ میں ہے، اور کہا ہے کہ اصل ان کا کوفہ ہے نہ ٹھکانا ان کا۔

اکھواں باب

اس امر میں کہ ابدال سابقون اور برگزیدگان اللہ تعالیٰ سے ہیں

حدیث (۳۳) عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لله خواص یسکینہم الرفیع من الجنان کاوا عقل الناس قال قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکیف کانوا اعقل الناس قال کان ہمتہم المسابقتی الی ربہم عز وجل والمسارعتی الی ما ینیبون و زہدوا فی الدنیا و فی فضولہا و فی ریاستہا و نعیمہا فہانت علیہم نصبرنا قلیلاً و استراحو اطویاً و رفاہ فی روض الریاحین

براء بن عازب، ابو عمارہ انصاری حارثی صحابی ہیں نبیل کوفہ تھے (شہراری کو ۲۴ھ میں فتح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ) جبل صفین و نہروان میں تھے اور کوفہ میں ایام مصعب بن زبیر میں انتقال فرمایا آپ سے خلق کثیر راوی ہیں۔ (المال فی سائر الرجال) ترجمہ:۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں جن کو وہ بند جنتوں میں جگہ دیکھا وہ لوگوں میں زیادہ عقلمند ہیں، راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیسے لوگوں سے زیادہ عقل والے ہیں، فرمایا ان کی ہمت اللہ عزوجل کی طرف سبقت

کرنا اور اس کے پسندیدہ امور کی طرف جلدی کرنا ہے، انہوں نے دنیا اور اس کی اچھی چیزوں اور اس کی ریاست اور نعمتوں کو ترک کر دیا، وہ ان پر ذلیل ہوئی، تو انہوں نے تھوڑا صبر کیا، اور ستراحت طویل کی روایت کیا اس کو امام یافعی نے روض الریاضین ص ۵۱ میں،

حدیث (۳۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لِكُلِّ قَرْيَةٍ مِنْ أُمَّتِي سَابِقُونَ (رَوَاهُ أَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت سے ہر زمانے میں سابقوں، سبقت کرنے والے ہیں، روایت کیا اس حدیث کو حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں،

حدیث (۳۵) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ السَّابِقُ وَالْمُقْتَصِدُ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهِ
يَحْسَبُ حِسَابًا يَبِينُ ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ

المقتصد - میانہ رو، متوسط حال چلنے والا۔

سابق - اگلا، بڑھا ہوا، سبقت لے جانے والا، سبق دینے والا، خلیفہ۔

ترجمہ: ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں سابق اور میانہ رو دونوں بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والا آسان حساب لیا جائے گا، پھر جنت میں داخل کیا جائے گا، روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے۔

حدیث (۳۶) عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
فِي كُلِّ قَرْيَةٍ مِنْ أُمَّتِي سَابِقُونَ وَهُمْ الْبَدَاءُ الصِّدِّيقُونَ بِهِمْ يُسْقُونَ وَيَهْمُ
يُرْتَقُونَ وَبِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ (رَوَاهُ الْحَكِيمُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا آپ نے میری امت میں ہر زمانے میں سبقت لے جانے والے ہیں، اور وہ بدلاء، صدیق ہیں انہیں کی بدولت مینہ برسائے جاتے ہیں، اور انکی برکت سے روزی دینے جاتے ہیں، اور انہیں کے ذریعے زمین والوں سے بلائیں دفع کی جاتی ہیں، روایت کیا اس حدیث کو حکیم ترمذی نے۔

حدیث (۳۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَالْإِلهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ طُوبَى لِلشَّابِقِينَ إِلَى طَلِّ اللَّهِ قَبِيلَ مَنْ هُم يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ وَإِذَا سئِلُوا بِذُنُوبِهِمُ وَالَّذِينَ يَحْكُمُونَ لِلنَّاسِ بِحُكْمِهِمْ لَا أَنْفُسِهِمْ - رواه الحكيم في النوادر -

عائشة - صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماں آپ کی ام رمان بنت عمر

ابن العامر تھیں، اور ان کی کنیت ام عبد اللہ تھی مراد عبد اللہ سے عبد اللہ ابن زبیر، مشیرہ زادہ عائشہ صدیقہ ہیں، کہ ان کو حضرت صدیقہ نے متبنیٰ کیا تھا، بعد وفات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خولہ نے حضرت سے کہا، کہ آپ نکاح کیوں نہیں فرماتے، اگر باکرہ درکار ہو تو عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا ہے، اور اگر ثیبیہ کی خواہش ہو تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے، حضرت نے فرمایا، دونوں سے پیغام کر، سو تبرؤا بیت صحیحہ خولہ سودہ کے پاس گئیں، انہوں نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس آئیں اور پیغام کہا، ان کو یہ دغدغہ ہوا، کہ میں نے حضرت سے عقد بوجہ باندھا ہے، میری بیٹی سے حضرت کس طرح نکاح کرینگے، یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا، کہ انوث نبی درصناعی موجب حرمت ہے، نہ انوث اسلامیہ، تب خولہ کو آپ نے فرمایا، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم غریب خانہ پر رونق فرما ہوں، مجھ کو منظور ہے، چنانچہ آپ تشریف لائے اور پانسو درم ہبر سے نکاح کیا، کہ اسی وقت حضرت نے قرض لے کر ادا کیا، اس وقت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چھ برس کی تھی، اور صحیح یہ ہے، کہ ہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا، کہ صدیق اکبر نے آپ کی طرف سے ادا کیا۔ (کذانی بہجتہ المحافل) اور زفاف عائشہ صدیقہ سال اول وبقولے سال دوم ہجرت مدینہ منورہ میں بھرنو برس کے واقعہ ہوا اور اٹھارہ برس کی تھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی، عمر بیستھ یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور شب شنبہ تیرھویں رمضان المبارک ۵۸ھ میں وفات ہوئی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور محمد بن قاسم ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر میں رکھا، اور جنتہ البقیع

لہ صحیح بخاری منقولہ عائشہ رضی اللہ عنہا و نیزہ ابواب (۲) صحیح مسلم نکاح (۲) مستدرک حاکم (جلد ۲) (۳) مسند امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۸ (۴) ابن سعد (جلد ۸) (۵) مسند الغابریہ اصحابہ وغیرہ -

تک آپ کی وفات طبعی ہوئی، اور وہ جو بعض روایوں میں لینی خست باطنی ہے، بکتہ میں کہ صلی اللہ عنہ نے اپنے دروازہ پر ایک کتوں کو مارا، اور اس کا سر گھاس بھوس کے ڈھانچ کر حضرت عائشہ کو دکھوت کے طور پر بٹایا، وہ اس میں گر کر فوت ہو گئیں، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کذب و افتراء ہے، (مدانہ النبوة جلد ۲ صفحہ ۲۳۳) القوس صدقوں کہ حضرت سلطان ابن سعود نے علاوہ زینوں کے قبور سے بھی جنگ شہید کے مقامات مقدسہ کی فتح کا سپر ایسیا پہنا، کہ انکے مزالت کو بنام دلشان کر دیا، اللہم زد فرما یا استحق۔ قبل ان میں مولانا احمد رضا بریلوی نے اپنے سالانہ البشارہ میں اور مولانا امجد علی صاحب دہلوی نے اپنے سالانہ البشارہ میں اور مولانا

میں رات کے وقت دفن کیا، ان کے سوائے کوئی کنواری عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں نہیں آئی، آپ اجلہ فقہاء سے تھیں، اور بڑی مفتیہ و نصیحہ و بیغہ تھیں، بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرع کے ان سے معلوم ہوئے ہیں، عروہ بن زبیر کہتے ہیں، کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو عالمہ معانی قرآن مجید و حافظہ احکام حلال و حرام و ماہر شعر عرب و علم طب نہیں دیکھا، کتب صحاح میں دو ہزار دو سو دس احادیث آنجناب کے مروی ہیں، از انجملہ تنفق علیہ ایک سو چوہتر اور فرد بخاری چولہ اور فرد مسلم اٹھائیس اور باقی اور کتابوں میں بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، یہ جبریل (علیہ السلام) ہیں، تجھ کو سلام کرتے ہیں، اور پورا قشتہ یوں ہے، کہ میں نے کہا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ علیہ جبریل کو سلام اور خدا کی رحمت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو آپ دیکھتے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی، اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ثابت ہوئی، اور معلوم ہوا، کہ ایک کی طرف سے دوسرے کو سلام پہنچانا مستحب ہے، (تفریح الاذکیاء لمختصاً) روافض کا اعتراض کہ آپ گڑیوں سے کھیلتے تھے، اس لئے ان کی حدیث قابل اعتبار نہیں، تو جواب یہ ہے کہ گڑیوں کے ساتھ کھیلنا حرمت تصاویر سے پیشتر تھا، (جیسے کہ شروع اسلام میں شراب حلال تھا، اور زیندی وغیرہ میں ہے، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شراب کے نشہ میں مغرب کی نماز میں سورہ کافرون پڑھنے کے لئے چاروں کا پھوڑ دینے جس سے مطلب بگڑ گیا، لہذا موجب قدح و طعن نہیں ہو سکتا، دوسرے وہ گڑیاں عرب کی ہمارے ملک کی گڑیوں کی طرح نہ تھیں جن سے کھیلنا حرام ہو، تفصیل تحفہ اشعار میں دیکھو، آپ محبوبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں، خدا نے آپ کی عصمت برأت کلام الہی میں نزول فرمائی، جو تیرہ سال سے پڑھی جاتی ہے، اور تا قیامت پڑھی جائیگی۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہا انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشخبری ہے، سابقوں کے لئے طرف سایہ الہی کے عرض کیا گیا وہ

بقیہ ص ۶۶) گورنٹ کالج لاہور نے کتاب الحج والزیارۃ کے صفحہ ۱۶۷ میں بتایا ہے، اجمت البقیع میں دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آرام فرمائیں، انہیں میں مقبرہ بنات رسول (یعنی رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہما ہے) اور میں مقبرہ ابی بکر بن علی بن ابی طالب حضرت عباس بن علی اور علی بن حسین بن علی اور محمد بن علی اور امام باقر و جعفر رضی اللہ عنہم میں مری جگہ مقبرہ اہبات مومنین میں حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ ام سلمہ زینب صفیہ حمیرہ ام حبیبہ سودہ رضی اللہ عنہن صحی ہیں ۱۲ منہ حفظہ ربہ ۱۲
لہ الطیب للطیبین، اولئک مبرون مما یقولون پشاع آپ کی شان میں آیات نازل ہوئیں، الخزان العرفان ۱۲ منہ

کون لوگ ہیں، فرمایا، وہ وہ لوگ ہیں، جب حق دیئے جاتے ہیں، تو قبول کر لیتے ہیں، اور جب سوال کئے جاتے ہیں، تو خرچ کرتے ہیں، اور وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کے لئے وہی حکم کرتے ہیں جو اپنے لئے کرتے ہیں، روایت کیا اس کو حکیم نے نوادریں۔

حدیث (۳۸) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صَفْوَةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ الشَّامُ وَفِيهَا صَفْوَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ وَعِبَادِهِ وَكَيْدُ خَلْقِ الْجَنَّةِ مِنْ أُمَّتِي ثَلَاثَةٌ لِأَحْسَنَ عَلَيْهِمُ الْعَذَابُ (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

ابی امامہ باہلی صندی بن عجلان الباہلی ساکن مصر تھے، پھر حمص کو رحلت کی اور وہیں انتقال فرمایا، آپ ان صحابہ کرام سے ہیں، جو بہت روایت کرنے والے حدیث کے ہیں، شام والوں سے اور آپ سے بہت لوگ راوی ہیں، ۱۶۰ ہجری میں اکانویں سال کی عمر میں انتقال فرمایا، شام کے صحابہ کرام سے آپ ہی آخر میں فوت ہوئے۔

ترجمہ: ابوالامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ زمینوں سے شام ہے، اور اس میں اس کی خلقت اور بندوں سے برگزیدہ لوگ ہیں اور وہ ضرور ضرور داخل ہونگے، جنت میں میری اُمت سے ایک گروہ جن پر عذاب و حساب نہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

سوال باب

اس عارین جس کے ہمیشہ ٹپھنے سے بدال کے زمرہ میں لکھا جاوے

حدیث (۳۹) عَنْ مَعْرُوفِ الْكَرْبُجِيِّ قَالَ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنَا مُحَمَّدًا فِي

كُلِّ يَوْمٍ كَتَبَهُ اللَّهُ مِنْ الْأَبْدَالِ (رَوَاهُ فِي الْمَوَاهِبِ)

معروف بن فیروز امام شیخ سلسلہ استاذ سری سقطی ہیں آپ کے زمانہ میں عراق میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا، جو مریدوں کی تربیت کرے، حتیٰ کہ تمام مشائخ کو آپ کی فضیلت معلوم ہو گئی، ابن منبیل اور ابن معین آپ کے پاس آتے جاتے، اور آپ سے سوال کرتے، حالانکہ یہ دونوں صاحب علوم ظاہری میں بے مثل تھے، آپ ہر دو کو لوگ کہتے تھے، کہ آپ جیسے لوگ حضرت معروف کرخی سے سوال کرتے ہیں، آپ دونوں صاحب جواب دیتے، کہ ہم کس طرح نہ چھیں

جب ہم کو کوئی ایسا امر پیش آتا ہے، کہ اس کا پتہ ہم کو کتاب اللہ اور سنتہ رسول اللہ سے نہیں ملتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، سَلُوا الصَّالِحِينَ یعنی (ایسی مشکل کے وقت) صالحین سے سوال کرو۔ (مشکل کشائی ہو جائیگی) آپ کی کرامات بہت ہیں، آپ لذیذ عمدہ کھانے کھاتے تھے، لوگوں نے کہا، آپ خوشگوار طعام ہدیہ کھا لیتے ہیں، اور آپ کے بھائی بشر عافی نہیں کھاتے کیا سبب ہے، فرمایا میرا بھائی پر میزگار ہے، اور میں اپنے مولا کے گھر کا ہمان ہوں، جب کبھی وہ مجھے کھلاتا ہے کھا لیتا ہوں، اللہ میں انتقال فرمایا۔ (زر قانی شرح مواہب جلد فاس ص ۲۹۹) آپ کے والد غادم و دربان حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کے تھے، آپ معہ والدین آتش پرستوں کے مذہب پر تھے، امام موصوف نے ان کو مسلمان کیا، امام صاحب آپ سے بہت محبت کرتے تھے، جو کچھ پایا ان کی عنایت سے پایا حنفی مذہب رکھتے تھے، آپ کے مزار پر جو دعا کرو، قبول ہوتی ہے، آپ کی قبر کی خاک تریاق مجرب کہتے ہیں، آپ کے انتقال کے وقت ہر سہ گروہ یہود آتش پرست اور مسلمانوں نے جنازہ اٹھانے کا ارادہ کیا۔

مقربان حضرت سے ایک نے فرمایا، کہ آپ نے بوقت وفات وصیت فرمائی تھی، کہ جو کوئی میرا جنازہ زمین سے اٹھائیگا، میں اس سے ہونگا، چنانکہ اول الذکر و گروہ نے اٹھایا، تو نہ اٹھا سکے، آخر مسلمانوں نے اٹھا کر آپ کو تمیز و تکفین کر کے دفن کیا۔ (کلیات جدیدیہ فی احوال اولیاء اللہ جدول ثالث)

ترجمہ۔ معروف کرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جو شخص ہر روز یہ دعا پڑھے، اسے اللہ اُمت محمد پر رحم فرما، اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں لکھ دے روایت کیا اس کو مواہب جلد اقل صفحہ ۲۲۰ میں (زر قانی ص ۱۲)

ف:۔ ابن عربی علیہ السلام میں فرماتے ہیں، کہ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا، کہ میں ایک رات ورد سے فارغ ہو کر گھٹنوں میں سر رکھ کر ذکر الہی میں مشغول تھا، مجھے محسوس ہوا کہ ایک شخص نے میرا منہ اٹھا کر اس کی جگہ چٹائی بچھادی ہے، اور کہا کہ اس پر نماز پڑھ مجھے خوف لاحق ہوا، تو کہا جس کو اللہ تعالیٰ سے انس ہو، وہ نہیں ڈرتا، پھر کہا۔ اِنَّ اللّٰهَ فِیْ كُلِّ حَالٍ یعنی ہر حال میں خدا سے ڈر پھر مجھے صبر کا الہام ہوا، تو میں نے کہا، ابدال کس طرح ابدال بن جاتے ہیں، جواب دیا چار چیزوں سے جن کو ابوطالب کی نے قوت القلوب میں بیان کیا ہے، صمت (خاموشی) عزالت (تنہائی) بھوک اور شب بیداری پھر وہ شخص چلا گیا،

اور مجھے یہ معلوم نہ ہوا، کہ وہ کس طرح آیا، اور چلا گیا، حالانکہ میرا دروازہ بند تھا، ابن عربی فرماتے ہیں، کہ یہ شخص ابدال ہے، اور اس کا نام معاذ بن اشرس ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے قطب حضرت ابو بکر صدیق تھے پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر باتفاق جمہور حسن بصری رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض صوفیائے کرام فرماتے ہیں، کہ آپ کے بعد درجہ قطبیت سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمایا گیا، اور صحابہ کرام کے بعد اول قطب عمر بن عبدالعزیز تھے، جب قطب کا انتقال ہوتا ہے، تو اس کے دو وزیروں سے ایک اس کا جانشین بنایا جاتا ہے، جن سے ایک عالم ملکوت کے کام کرتا ہے، دوسرا عالم ملک کے اول دوسرے سے اعلیٰ مقام کا ہے، قطب کو اس لئے قطب کہتے ہیں، کہ وہ دنیا کی جہات اربعہ میں اس طرح دورہ فرماتے ہیں، جیسے فلک اپنی جہات میں دورہ کرتا ہے، قطب باطنی خلیفہ اور سید اہل زمان ہوتا ہے، قطب چلی کی اس سیخ کو بھی کہتے ہیں، جس کے گرد وہ گھومتی ہے۔ قطب، کو ہر ایک شخص دیکھ اور پہچان نہیں سکتا، مگر اپنی استعداد کے مطابق یہ مرتبہ بڑا ثقیل (بہاری) ہے۔ (درقانی صفحہ ۳۹۶)

حدیث (۱۴۰) وَعَنْهُ قَالَ مَنْ قَالَ فِي كُلِّ يَوْمٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اُمَّةٍ مَّحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَن اُمَّةٍ مَّحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اِنْحَمِ اُمَّةٌ مَّحَمَّدٍ كَتَبَ مِنْ الْاَبْدَالِ رِقَابًا فِي الْجَلْبَةِ كَذَا فِي الْمَوْاهِبِ، (درقانی صفحہ ۱۴۰)

ترجمہ۔ حضرت معروف کرخی فرماتے ہیں، جو شخص ہر روز دس بار یہ دعا پڑھے، اے اللہ امت محمدی کی اصلاح کر، اے اللہ امت محمدی سے غم دور کر، اے اللہ امت محمدی پر رحم کر، تو وہ ابدال میں لکھا جائیگا۔

ف۔ جب منہیات سے اجتناب کرے اور طاعات بجالائے، یا یہ مطلب ہے کہ اس کا پڑھنے والا اگرچہ مرتکب کبائر ہو، اللہ تعالیٰ اس کو خاص توبہ کی توفیق دیکھا، حتیٰ کہ وہ ان میں سے ہو جائیگا، یعنی ان کا اجر ملے گا، حقیقتاً ابدال بن جائیگا، ان اس کو ان کی مصاحبت حاصل ہوگی، امدان کے ساتھ اس کا حشر ہوگا، بعض نے ان کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ ان کے اولاد نہ ہوگی، تاکہ وہ اس میں مشغول نہ ہو جائیں، ان انبیاء علیہم السلام صاحب اولاد تھے، مگر ان کی ہستی اعلیٰ و بالا ہے، ابدال اس درجہ تک کہاں پہنچ سکتے ہیں، (درقانی)۔

مصنف۔ خاکسار کو قبیل رمضان المعظم ۱۳۲۸ھ ہجرت کو متصل گڑھی شاہو مولوی تاج الدین صاحب مرحوم کے عرس مبارک میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، بعد نماز ظہر صاحب زادہ عبدالرؤف صاحب عرف مبارک گھاسی نے مواعظ حسنہ سے حاضرین متشرعین کو مستفیض فرمایا اور بتایا کہ مولانا موصوف میں علامات ابدال موجود تھیں، ماں آپ بڑے تقی صاحب علم و روح و زہد تھے اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی، طہارت کے لئے آپ نے کنواں دہ درودہ بنایا ہوا تھا، کہ کبھی چھوٹی موٹی نجاست سے بخش نہ ہو، حوض دہ درودہ قبلہ کی جانب نالی نہیں بنوائی، تاکہ وضو کرتے وقت قبلہ مشرف کو پشت نہ ہو، اقامت نماز سے پیشتر آپ بھی اور سب مقتدی بیٹھے رہتے، حتیٰ علی الصلوٰۃ پڑھتے، اور قدامت الصلوٰۃ پر نماز شروع ہو جاتی، رمضان شریف میں کلام مجید کی کثرت خصوصاً تراویح میں کہ ہر چہار رکعت میں ایک پارہ قرآن مجید ختم ہوتا، اور پھر ترویج میں اسی کو بیٹھ کر دہرایا جاتا حتیٰ کہ سحری کے وقت تک نماز ختم ہوتی، سنا گیا ہے، کہ جمعۃ الودع کو آپ پانچ نمازیں اذان و اقامت سے باجماعت قضا فرماتے، دارھی منڈوں کتروں کے آپ سخت مخالف تھے، اور انکی بچھی خاطر کرتے تھے، کوئی بد مذہب، دہابی، مرزائی، چکڑالومی، رافضی وغیرہ آپ کے پاس نہ بھٹکتا، مگر بغرض اصلاح ان سب کی اصلاح صوری و معنوی فرماتے، حقہ نوشی اور رفع سبابہ کو حرام فرماتے تھے اور ایسے کام کے مرتکب کے بھی بظاہر سخت مخالف تھے، اَلَا مَا شَاءَ اللّٰهُ، اللّٰهُ تَعَالٰی اِن كُوْدِ سَطْحَتِیْ مِیْن جَلْدِیْ دَسْ، اور ہمارا حشر بھی ایسے پاک لوگوں کے ساتھ کرے۔ آمین۔

حدیث (۴۱) عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَفْعَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ يَزُوْقُ بِهِنَّ اَهْلُ الْاَرْضِ (رواۃ الطبرانی)

ترجمہ:- ابی دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مومن مردوں اور عورتوں کے لئے ہر روز سائیس بار استغفار کرے وہ مستجاب الدعوات لوگوں سے ہو جائیگا، جن کی برکت سے اہل زمین کو روزی پہنچائی جاتی ہے، روایت کیا اس کو طبرانی نے،

ف۔ ابن تیمیہ صلی نے فرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان میں لکھا ہے، کہ عدد ابدال یا نقبار یا نجبار یا اوتاد یا اقطاب کی کوئی حدیث صحیح نہیں پائی، باقی مگر یہ جرح مبہم ہے جس کا اعتبار نہیں طرفہ یہ کہ ابدال کے مقدمہ میں لکھتا ہے، وَرُوِيَ فِيْهِمْ حَدِيْثٌ اِنَّ الْاَبْدَالَ اَسْرِعُوْنَ

رَجُلًا یعنی ان میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ ابدال چالیس ہیں، اور وہ شام میں رہتے ہیں، یہ حدیث سعد میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے، یہ حدیث منقطع ہے ثابت نہیں یہ بات معلوم ہے، کہ حضرت علی اور ان کے ساتھی صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمراہیان اہل شام سے افضل تھے، تو حضرت معاویہ کے لشکری فضل الناس ٹھیرے، نہ جناب امیر کے ہم کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے وجہ القطاع کی بیان نہیں کی، اور دلیل جو لکھی وہ محض لغو ہے یہ بات کہاں سے پائی جاتی ہے، کہ امیر شام کے فوجی افضل تھے، یا خواہ مخواہ امیر شام کے لشکر میں ابدال شریک تھے، جب تک یہ امر ثابت نہ ہو حجت قائم نہیں ہو سکتی، الْخَبْرُ الدَّالُّ عَلَى وُجُودِ الْقُطْبِ وَالْأَوْتَادِ وَالتَّجْبَاءِ وَالْأَبْدَالِ۔ علامہ سیوطی کا ایک رسالہ خاص ہے، علامہ موصوف نے مختلف طریقوں پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے، چنانچہ شریح بن عبید سے مروی ہے، کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا، لوگوں نے کہا، یا امیر المؤمنین ان لوگوں پر لعنت بھیجے، آپ نے کہا نہیں ہم نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، کہ ابدال شام میں ہیں، وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں کا کوئی شخص مرتا ہے، دوسرا شخص قائم مقام کیا جاتا ہے، انہیں کے سبب سے پانی برتا ہے، دشمنوں پر فتح ہوتی ہے، اہل شام پر عذاب نہیں ہوتا، (وسیلہ صلیب صفحہ ۱۱۲)

ابن جوزی کا زعم ہے، کہ احادیث ابدال سب موضوع ہیں، مگر امام جلال الدین سیوطی شافعی نے اس سے منازع کیا، اور کہا، کہ خَبْرُ الْأَبْدَالِ صَحِيحٌ ابدال کی حدیث صحیح ہے، بلکہ حد تو ترجمہ معنوی کو پہنچ چکی ہے، ذہبی بھی ابن جوزی کے ساتھ ہیں، اور سخاوی حدیث شریح کو سب سے احسن بتاتے ہیں، سیوطی کہتے ہیں، کہ احمد و طبرانی اور حاکم نے دس سے زائد طریقوں سے روایت کیا ہے، نیز سخاوی کہتے ہیں، کہ حدیث کی تقویت اس سے ہوتی ہے، جو بین الائمہ مشہور ہے، کہ امام شافعی ابدال سے تھے، امام بخاری اور دوسرے حفاظ و نقاد و غیرہم کا قول ہے، کہ امام شافعی وغیرہ ابدال سے تھے، اور کہتے ہیں۔ مَا تَغْرَبُ الشَّمْسُ يَوْمًا إِلَّا وَيَطُوفُ بِهَا لَبِيْئَةُ رَجُلٍ مِّنَ الْأَبْدَالِ وَلَا يَطْلَعُ الْفَجْرُ مِنْ لَبِيْئَةٍ إِلَّا وَيَطُوفُ بِهِ وَاحِدٌ مِّنَ الْأَوْتَادِ وَإِذَا نَقَطَ ذَلِكَ كَانَ سَبَبٌ مَّرْفَعٍ مِّنَ الْأُمْرِ مَعْنَى بِرُؤُوسِ شَبِّ مِثْلِ الْأَبْدَالِ اور اوتاد ضرور کہتے ہیں کا طواف کرتا ہے، جب سلسلہ منقطع ہوگا، تو کعبہ شریف کو زمین سے اٹھایا جائیگا۔ (زر قانی صفحہ ۴۱) جلد فاس، سفرت مخدوم علی جلالی جویری غزنوی ثم لاہوری حنفی جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے پیر کے حکم سے غزنی سے خواجہ حسین زنجانی، قطب لاہور کے قائم مقام ہو کر آئے، حالانکہ

وہ اس وقت زندہ تھے، آپ کی تشریف آوری کی رات ان کا انتقال ہو گیا، اور صبح ان کے جنازہ میں شامل ہوئے، قیام لاہور میں آپ نے ایک مسجد بنوائی، مگر بنیاد محراب مسجد نسبت دیگر مساجد بانیل بجنوب تھی، علمائے وقت نے اس پر اعتراض کیا، آپ خاموش رہے، اور ایک روز علما شہر کو جمع کیا، اور خود امام ہو کر اسی مسجد میں نماز پڑھائی، اور بعد نماز حاضرین وقت کو فرمایا، کہ دیکھو کعبۃ اللہ کس طرف ہے، فی الحال حجاب سب کے درمیان سے اٹھ گیا، اور کعبہ محاذی برابر مسجد کے نمودار ہوا، کہ سب نے اچھی طرح آنکھوں سے دیکھا، اور آپ کی قبر بھی موافق مسجد کے سمت رکھتی ہے، شروع میں آپ کے مزار پر گنبد نہ تھا، ۱۲۷۵ھ ہجری میں ایک شخص حاجی نور محمد فقیر نے تعمیر گنبد کرائی، اور مسجد قدیم بھی، دوبارہ بحسن سعی گلزار شاہ فقیر تعمیر ہوئی، آپ کا مزار مبارک بڑا متبرک و پرفیض بجائے خلق ہے، اور مخلوق خدا آپ کی خاک پاک سے فوائد دینی و دنیاوی حاصل کرتی ہے، چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین ہشتی سجری قطب الہند و حضرت فرید الدین گنج شکر وغیرہ اولیائے کبار نے فوائد عظیم آپ کے مزار سے حاصل کئے ہیں، اور مدتوں آپ کے مزار پر انوار پر خلوت گزیر رہے ہیں، تا حال مقام خلوت خواجہ بزرگ اندرون حریم مزار و مقام چلہ حضرت فرید بیرون خانقاہ موجود ہے، نقل ہے، کہ جب حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن بعد حصول مقاصد و عطائے قلعت قطبیت آپ کے مزار گہر بار سے رخصت ہوئے، بوقت روانگی، دروئے مرقد مقدس کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا، ع

گنج بخش فیض عالم منظر نور خدا ناقصاں پیر کامل کاملان را راہنما
اس روز سے آپ کا نام مخدوم سخی گنج بخش مشہور ہو گیا۔

دخا کسار کاتب الحروف کو بھی خداوند تعالیٰ نے آپ کی دعا و برکت سے فرزند ارجمند عبدالرشید مولوی فاضل عطا فرمایا، خداوند تعالیٰ اس کو پابند شریعت عالم عامل خادم اہل اسلام روشن کنندہ اسرار آباد، جہاد بناوے، اور اس کے معصوم بھائی، عبدالحمید کو عمر طبعی عطا فرما کر اس کا قوت بار و بناوے، اور آپس میں دونوں کو نیک کاموں میں شریک کرے، آمین و نستعین
قدیمی مسجد کو ۱۲۷۵ھ ہجری میں دوبارہ سخی غلام رسول تارڑ مرحوم نے بہت وسیع پیمانہ پر تعمیر کیا پہلی مسجد کے محراب کی جگہ کو منگ مرزنگا کر دکھایا گیا ہے، اور اس کے ساتھ لیک اور چھوٹا سنگ مر ہے، جو کسی گورنر کی قبر کا نشان بتایا جاتا ہے، تو اسے بیچ مولانا عین القضاة لکھنوی مرحوم اور اقبال صاحب کی دروازہ پر کندہ ہیں اور غالباً ۱۲۷۵ھ ہجری کو مزار پر انوار کے ارد گرد زیرین دیوار کے ساتھ لاہور سائڈ

امرتسر، بیگم کوٹ کے زن و مرد نے سنگ مرمر کے پتھر لگوائے، اور شمال کی جانب وسیع حجرے تعمیر کئے گئے، آپ کی تاریخ وفات بقول سفینۃ الاولیاء ۱۲۶۲ھ یا ۱۲۶۶ھ و بقول نفحات و اخبار الاصفیاء ۱۲۶۵ھ ہجری ہے، آپ اپنی کتاب کشف المحجوب مطبوعہ لاہور فارسی کے صفحہ ۱۱۵۸ اور اردو کے صفحہ ۲۶۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے اہل حل و عقد اور درگاہ حق کے سپاہی ۳۰۰ ہیں، جن کو آخیا سر کہتے ہیں، اور ہم کو ابدال اور سات کو ابوسرا اور چار کو اوقاد اور تین کو نقباء اور ایک کو قطب اور غوث کہتے ہیں، اور یہ سب ایک دوسرے کو چانتے ہیں اور آپس میں اذن لینے کے لئے ایک دوسرے کے محتاج ہیں، اس پر اخبار مرویہ ناطق ہیں۔ اور اہل سنت و الجماعت اس کی صحت پر متفق ہیں۔ محدث و مبطلی فرماتے ہیں۔ ✽

مصنف بحر المعانی (سید محمد جعفر کی حسینی متوفی ۸۹۱ھ) از اعظم خلفائے نصیر الدین محمود خلیفہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ میں نے سب سے ملاقات کی اور ان سے انعامات حاصل کئے اور ان کے مقامات کو بھی مشاہدہ کیا، (اخبار الاخیار ص ۱۳۲ مجتہبی ۳۹۹ و خزینۃ الاصفیاء ص ۲۹۴)

صاحب فتوحات کی محی الدین ابن عربی جو ۱۷ رمضان ۵۶۶ھ بروز شنبہ ۴ سیدہ میں پیدا ہوئے اور ۲۸ ربیع الاول ۶۳۸ھ بروز پنجشنبہ دمشق میں فوت ہو کر قاسیوں میں دفن ہوئے اہل کمال اپنی ملاقات کی تشریح فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم عمری دہلوی، خطہ ہند میں استاذ الاساتذہ و امام جہانزدہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف غلام المفسرین و مہین قہر ۱۵۹۹ھ میں پیدا ہوئے آپ کا ناں بھی نام غلام حلیم ہے، ۹۰ سال کی عمر میں ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی، اور دہلی کے ترکان دروازہ کے باہر اپنے پد بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہیں، تاریخ وفات شیخ پیشوائے ہے آپ نے اپنی کتاب بستان المحدثین کے صفحہ ۱۲۰ میں شیخ احمد بن زورق مغربی رحمۃ اللہ علیہ تاذ امام شمس الدین نقانی

..... اور امام شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری کی بڑی تعریف و اوصاف لکھی کہ وہ ابدال سبع رسات ابدال اور محققین صوفیہ میں سے ہیں شریعت و حقیقت کے جامع ہیں آپ کے شاگرد و مخرب کہتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم عارف کے شاگرد ہیں علاوہ ازیں یہ بھی لکھا کہ احمد زورق، بالجملہ مرے جلیل القدر ست، کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر ست

آپ کا ایک قصیدہ بطرز قصیدہ جیلانیہ ہے جس کے دو بیت یہ ہیں

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لِسْتَانِيهِ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَتِيهِ

مہا اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشندہ الایہو جب ستم زمانہ اپنے خوست سے اس پر تعدی کر

فَإِنْ كُنْتَ فِي ضَيْقٍ وَكَرِهٍ وَحَسَةً فَنَادِ بِيَا زَوْرًا قُبَّاتٍ بِسُرْعَةٍ
اگر تو تنگی و تکلیف و دہشت میں ہو تو یوں ندا کر یا زورق میں فوراً اُمو جو دہو لگا

حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے اپنے چچا ابو النجیب بہروردی کے مرید و خلیفہ اعظم ہیں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھی مشرف ہوئے، مذہب شافعی رکھتے تھے، مناقب غوثیہ شیخ محمد صادق شیبانی میں ہے، کہ آپ کے والد ماجد محمد عبداللہ صاحب کی اولاد نہیں تھی، انہوں نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے طلبِ عارفی زندگی، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بہ عطاء فرزند حق تعالیٰ سے ان کو بشارت دی، اور اسی شب حمل ہوا، نومبر کے بعد دختر تولد ہوئی اس کو بحضور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ پیش کیا، آپ نے فرمایا یہ دختر نہیں پس رہے، اور اس پسر کو شیخ الشیوخ شہاب الدین بہروردی کے نام سے ہم نے نامزد کیا، بڑی عمر کا ہوگا، لیکن موئے ابرو و ہر دو پستان اس لڑکے کے بہت دراز ہونگے، اور زمرہ اولیاء میں اعلیٰ ہوگا، جب انہوں نے دیکھا، تو واقعی لڑکا تھا، خدا کا شکر بجا لاکر خوشی گھر واپس ہوئے، آپ بچہ ۱۱ سال علوم صرف و نحو و منطق و معانی و فقہ و حدیث میں فاضل کامل ہو گئے، ابھی علم کلام کا اتنا شوق تھا، کہ شب و روز اس کی تحصیل میں مستغرق رہتے، آپ کے والد نے ہر چند منع کیا، کہ یہ علم چھوڑ کر علمِ طریقت حاصل کرو مگر کچھ اثر نہ ہوا، چنانچہ آپ کو حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے جا کر عرض حال کیا، آپ نے شیخ موصوف کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا، کہ بتاؤ علم کلام کی کون کون سی کتاب پڑھی ہے، بجز وہاں پھرتے کے سب علم کلام فراموش ہو گیا، کتابوں کے نام تک یاد نہ رہے، ناچار خاموش ہوئے، حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر فرمایا، کہ ہم نے علم کلام کو تمہارے سینے سے محو کر کے علم معرفت حق دیدیا، اس روز سے آپ علوم ظاہری سے دست بردار ہو کر بدل و جان تحصیل علم باطنی میں مشغول ہو گئے، آپ نے دیگر مشائخ عظام سے بھی استفادہ و استفادہ کیا ہے اور ابدال و اوتاد کے ساتھ بھی جنگوں میں ہم صحبت سے بارہا آپ کے پاس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور روزِ علوم باطنی طریقت سے پہرہ اندوز کرتے، آپ کی ولادت بقول مخبر الواصلین ۵۲۷ھ اور وفات ۶۳۷ھ

لے شارح صحیح بخاری کے استاذ جن کی تعریفیں شاہ صاحب دہلوی رطب اللسان ہیں، مذاہب اربعہ کی تعلیم مشکلات کے

حل کے لئے بتاتے ہیں فافہم - منہ سلسلہ ربیہ و حفظہ من جمیع الافات و العیاضات ۱۲ -

احوال ابراہیم

مصنف
مولانا محمد عبدالعزیز بنوری
قدس سرہ علیہ

مکتبہ نبویہ ۰ کتب خانہ بخش رولہ لاہور

602